ماہنامہ

آئینہ انجمن

رمضان المبارک، 1446ھ، مارچ 2025ء

شمارہ نمبر: 73

021 - 34993436 - 7

www.quranacademy.edu.pk

مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ B - 375 علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی

آئینہ انجمن

اس شمارے میں

01 فرمان باری تعالیٰ و فرمان نبوی ﷺ
- - -
02

02 کارآمد رمضان
ڈاکٹر انوار علی ابرار
03

03 حمد باری تعالیٰ و نعت رسول پاک ﷺ
خالد رومی / محمد طیب قاسمی
04

04 ملفوظات صدر مؤسس انجمن خدّام القرآن
ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
05

05 اقتباس نگران انجمن خدّام القرآن
شجاع الدین شیخ
06

06 قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل
عاطف محمود
07

07 مقصدِ رمضان اور اس کے فضائل
حافظ محمد شعیب
09

08 تربیت اولاد (آخری قسط)
راشد افتخار
12

09 دجال اور سورۃ الکہف (تیسری قسط)
حافظ حذیفہ محمود
15

10 حیا بمقابلہ بے حیائی (آخری قسط)
حافظ ریان بن نعمان
18

11 حفظ قرآن اور ہمارا طرزِ عمل
حافظ محمد اسد
21

12 لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
حافظ محمد نعمان
25

13 انجمن خدّام القرآن کے تحت جاری سرگرمیاں
ماہانہ رپورٹ
27

فرمان الٰہی جل جلالہ و فرمان نبوی ﷺ

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ (البقرۃ: 186)

ترجمہ: "اور (اے پیغمبر ﷺ) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو (آپ ان سے کہہ دیجیے کہ) میں اتنا قریب ہوں کہ جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں لہذا وہ بھی میری بات دل سے قبول کریں، اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔"

تشریح: اس مختصر آیت میں بندوں کے حال پر حق تعالیٰ کی خاص عنایت، ان کی دعائیں سننے اور قبول کرنے کا ذکر فرما کر اطاعت احکام کی ترغیب دی گئی ہے کیوں کہ روزہ کی عبادت میں رخصتوں سہولتوں کے باوجود کسی قدر مشقت ہے اس کو سہل کرنے کے لیے اپنی مخصوص عنایت کا ذکر فرمایا کہ میں اپنے بندوں سے قریب ہی ہوں جب بھی وہ دعا مانگتے ہیں، میں ان کی دعائیں قبول کرتا ہوں اور ان کی حاجات کو پورا کردیتا ہوں۔ ان حالات میں بندوں کو بھی چاہیے کہ میرے احکام کی تعمیل میں کچھ مشقت بھی ہو تو برداشت کریں اور امام ابن کثیر نے اس درمیانی جملے میں ترغیبِ دعا کی یہ حکمت بتلائی ہے کہ اس آیت میں اشارہ کردیا کہ روزہ کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس لیے دعا کا خاص اہتمام کرنا چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ۔ (ابوداؤد طیالسی بروایۃ عبداللہ بن عمر) یعنی روزہ افطار کرنے کے وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہے۔ (تفسیر معارف القرآن ۔۔ مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)

فرمان نبوی ﷺ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ. وَفِي رِوَايَةٍ: فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ. وَفِي رِوَايَةٍ: فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ. (متفق علیه)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں، اور ایک روایت میں بجائے ابوابِ جنت کے ابوابِ رحمت کھول دیے جانے کا ذکر ہے۔

تشریح: قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ظاہری معنوں پر بھی محمول ہو سکتی ہے، لہٰذا جنت کے دروازوں کا کھلنا، دوزخ کے دروازوں کا بند ہونا اور شیطانوں کا قید ہونا اس مہینے کی آمد کی اطلاع اور اس کی عظمت اور حرمت و فضیلت کی وجہ سے ہے، شیاطین کا بند ہونا اس لیے ہو سکتا ہے کہ وہ اہلِ ایمان کو وسوسوں میں مبتلا کر کے ایمانی وروحانی اعتبار سے ایذا نہ پہنچا سکیں، جیسا کہ دستورِ زمانہ بھی ہے کہ جب کوئی اہم موقع ہوتا ہے تو خصوصی انتظامات کیے جاتے ہیں، تمام شرپسندوں کو قید کر دیا جاتا ہے، تاکہ وہ اس موقع پر کوئی رخنہ وفتنہ پیدا نہ کریں، اور حکومت اپنے حفاظتی دستوں کو ہر طرف پھیلا دیتی ہے، یہی حال رمضان المبارک میں بھی ہوتا ہے کہ شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اور اس سے مجازی معنی بھی مراد لیے جا سکتے ہیں، کیوں کہ شیاطین کا اکسانا اس ماہ میں کم ہو جاتا ہے، اس لیے گویا وہ قید ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جنت کے دروازے کھولنے سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر طاعات اور عبادات کے دروازے اس ماہ میں کھول دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جو عبادتیں کسی اور مہینے میں عام طور پر واقع نہیں ہو سکتیں وہ عموماً رمضان میں بآسانی ادا ہو جاتی ہیں، یعنی روزے رکھنا، قیام کرنا، وغیرہ۔ (نووی شرحِ مسلم، از برکاتِ رمضان، ص: ۴۴)

کارآمد رمضان

ڈاکٹر انوار علی ابرار

مدیر تعلیم انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی

انسان دو اجزا کا مرکب ہے ایک یہ نظر آنے والا جسم، جو مٹی سے بنایا گیا اور دوسرا اجز جسے روح کہتے ہیں، اسے نظروں سے اوجھل رکھا گیا۔ جسم اپنے تقاضے اور ضروریات رکھتا ہے جب کہ روح کے اپنے تقاضے اور ضروریات ہیں۔ انسانیت ان دونوں کے تقاضوں کو توازن میں رکھنے کا نام ہے۔ اگر جھکاؤ جسم ہی کے تقاضوں کی طرف ہو جائے اور روح کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے تو نتیجہ خدا نخواستہ روحانیت کی موت کی صورت میں نکلتا ہے اور انسان دو ٹانگوں پر چلتا پھرتا حیوان بن جاتا ہے۔ قرآن ایسے لوگوں کے بارے میں کہتا ہے کہ "ان کی آنکھیں ہیں مگر یہ دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں مگر یہ سنتے نہیں، ان کے دل ہیں مگر یہ سوچتے سمجھتے نہیں، یہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔" (الاعراف: 179)

زیب و زینت اور دلفریب رعنائیوں سے لبریز یہ دنیا انسان کو غافل کر دیتی ہے اور وہ دجل کا شکار ہو کر ساری توجہ جسم کو دیتا رہتا ہے۔ یہ اس مہربان رب کی عنایت ہے کہ اس نے ایک ایسا مہینہ عطا فرمایا جو روح کی آبیاری اور اس کو دوبارہ طاقت دینے کا ماحول لے کر آتا ہے۔ رمضان میں شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے تاکہ اللہ کا بندہ پوری توجہ کے ساتھ اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرے اور اپنے روح کے تقاضوں پر توجہ دے۔ یہی حکمت ہے رمضان کی راتوں میں قیام اللیل کی ترغیب و تشویق کی۔ ہمارے اسلاف کے بارے میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ رمضان سے کئی ماہ پہلے اس ماہ مبارک کا انتظار شروع کر دیتے، رمضان میں خوب عبادت کرتے اور رمضان کے گزر جانے کے بعد رمضان میں کی گئی عبادت کی قبولیت کی دعا کرتے رہتے۔ ان عبادتوں میں روزہ کے بعد اہم ترین عبادت رات کا قیام ہوتا، جس میں خوب قرآن پڑھتے اور اس سے ہدایت کے موتی چنتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جہاں روزہ بندے کی سفارش کرتے ہوئے کہے گا کہ اے رب! میں نے تیرے اس بندے کو رمضان میں دن کے وقت کھانے پینے اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنے سے روکے رکھا وہیں قرآن بھی سفارش کرے گا کہ میں نے اس کو رمضان کی راتوں میں سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ ان دونوں کی سفارش قبول فرمائے گا۔ اللہ نے رمضان کے مہینے میں قرآن نازل فرمایا اور اسی کی نسبت سے یہ مہینہ مبارک بنا دیا گیا۔ روایات کے مطابق قرآن سے پہلے نازل ہونے والی اللہ کی تقریباً تمام ہی کتابیں اور مصاحف بھی رمضان ہی کے مہینے میں نازل کیے گئے۔ لہٰذا یہ نزول کلام کا مہینہ ہے، یہ نزول ہدایت کا مہینہ ہے اور یہ مہینہ اس ہی کے لیے کارآمد ہے جو اللہ کے کلام کے ساتھ جڑ کر اللہ کی طرف سے عطا کی گئی سب سے بڑی نعمت یعنی نعمت ہدایت پالے۔ الحمد للہ تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کے تحت ہونے والے دورۂ ترجمۂ قرآن کتنے ہی لوگوں کے لیے قرآن سے جڑنے اور ہدایت کے خزانے پالینے کا سبب بنے ہیں۔ آیئے اس ماہ مبارک کو کارآمد بنائیں اور دل جمعی کے ساتھ اس کی راتیں قرآن کے ساتھ دورہ ترجمۂ قرآن میں گزاریں۔ یہیں سے ملے گی ہماری بیمار روحوں کو شفا اور یہیں سے انسانیت کا شرف ملے گا۔ یہی ذریعہ ہے اپنے روحانی وجود کو جلا بخشنے کا اور یہی وہ رسی ہے جس سے انسان اپنے رب سے منسلک ہو سکتا ہے۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہ
و
نعتِ رسولِ پاک ﷺ

تو ہی ابتدا، تو ہی انتہا، تری شان جل جلالہ
تو ہی دو جہاں کا ہے مدعا، تری شان جل جلالہ

کہوں کیا میں اس کے سوا؟ تری شان جل جلالہ
کوئی آج تک نہ سمجھ سکا، تری شان جل جلالہ

تری عظمتوں کا نشان ہیں، تری رفعتوں کا بیان ہیں
یہ شجر، حجر، یہ چمن، گھٹا، تری شان جل جلالہ

تو جلیل بھی، تو رحیم بھی، تو بے نیاز، کریم بھی
ہے بشر کا ہادی و رہنما، تری شان جل جلالہ

کہیں کو بہ کو، کہیں سو بہ سو، کہیں یم بہ یم، کہیں جو بہ جو
تری رحمتوں کا ہے سلسلہ، تری شان جل جلالہ

یہ مقام ناز و نیاز ہے، ترا لطف بندہ نواز ہے
ترے در کا رومی ہے اک گدا، تری شان جل جلالہ

خالد رومی

نعتِ رسولِ پاک ﷺ

نبی اکرم شفیع اعظم دکھے دلوں کا سلام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو

قدم قدم پہ ہے خوف رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن تم ہی محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاق جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو عالی مقام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیبؔ مزارِ اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں ان کو میں حال دل کا، کہوں میں ان سے، سلام لے لو

محمد طیب قاسمی

ملفوظاتِ صدرِ مؤسس انجمن خدام القرآن، کراچی

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

بندۂ مومن کے دو سفارشی

رمضان المبارک کے پروگرام کی دو شقیں ہیں: ایک دن کا روزہ اور دوسرے رات کا قیام اور اس میں قراءت و استماع قرآن! اور اگرچہ ان میں سے پہلی شق فرض کے درجے میں ہے اور دوسری بظاہر نفل کے، تاہم قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ دونوں نے اشارتاً اور کنایتاً واضح فرما دیا کہ یہ ہے رمضان المبارک کے پروگرام کا جزوِ لاینفک!۔۔۔ چنانچہ قرآن مجید نے وضاحت فرمادی کہ روزوں کے لیے ماہِ رمضان معین ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل ہوا تھا، گویا یہ ہے ہی نزول قرآن کا سالانہ جشن! اور احادیث نے تو بالکل واضح کر دیا کہ رمضان المبارک میں صیام اور قیام لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ:

ا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے رمضان المبارک کی فضیلت کے ضمن میں جو خطبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شعب الایمان میں نقل کیا ہے اس کے الفاظ ہیں" اللہ نے اس میں روزہ رکھنا فرض قرار دیا اور رات کا قیام اپنی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: روزہ اور قرآن بندۂ مومن کے حق میں سفارش کریں گے، روزہ کہے گا: اے رب! میں نے اسے روکے رکھا دن میں کھانے اور خواہشات سے، پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا: میں نے روکے رکھا اسے رات کو نیند سے، پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما، تو دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(عظمت صوم)

اقتباسِ نگرانِ انجمن خُدّامُ القرآن، کراچی

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

سچی توبہ

گناہ کو چھوڑو اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں آجاؤ۔ گناہ کے دو حصے ہیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے انہیں نہیں کر رہے تو یہ گناہ ہے، اب اس گناہ کو چھوڑتے ہوئے ان احکام کو بجا لاؤ۔ اسی طرح اللہ اور رسول ﷺ نے جن کاموں سے منع فرمایا اگر وہ ہم کر رہے ہیں تو یہ گناہ ہے، لہٰذا اب ان گناہوں کو چھوڑ دو، کیوں کہ اللہ کا غضب گناہوں کے کرنے پر بھڑکتا ہے، اسی لیے تو پچھلی قومیں مٹائی گئیں۔ جب وہ شرک، کفر، ناپ تول میں کمی اور بے حیائی کے کاموں میں مبتلا ہوئیں تو اللہ نے ان کو برباد کر ڈالا۔ لہٰذا سچی توبہ کے لیے ضروری ہے کہ گناہ کو بالفعل چھوڑ دیا جائے۔

اصل میں توبہ کا مفہوم ہے: پلٹ آنا، واپس آجانا، گناہ سے نفرت اور دوری اختیار کرنا، اللہ کی فرمانبرداری کی طرف پلٹ آنا۔ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کرے، اس پر ندامت ہو، اللہ کے خوف سے آنکھ نم ہو اور زبان پر معافی کی دعا بھی جاری ہو، اللہ کے سامنے بندہ جھک جائے اور پھر پکا ارادہ کرے کہ آئندہ میں نے گناہ نہیں کرنا، یہ اصل توبہ ہے۔

(ندائے خلافت، شمارہ نمبر 14، 2021ء)

قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کی صرفی و نحوی تحلیل

سورۃ الملک

عاطف محمود

ناظم تعلیم واستاذ، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

سورۃ الملک (آیت 19 اور 20)

آیت نمبر 19 :

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ فَوۡقَهُمۡ صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقۡبِضۡنَ ؕؔ مَا یُمۡسِکُهُنَّ اِلَّا الرَّحۡمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیۡءٍۭ بَصِیۡرٌ ﴿۱۹﴾

ترجمہ : اور کیا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر نظر اٹھا کر نہیں دیکھا کہ وہ پروں کو پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں، اور سمیٹ بھی لیتے ہیں۔ ان کو خدائے رحمٰن کے سوا کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز کی خوب دیکھ بھال کرنے والا ہے۔

لغوی و صرفی تحقیق :

یَرَوْا	ر ء ی (ف)	فعل مضارع معروف	صیغہ جمع مذکر غائب	وہ دیکھتے ہیں
الطَّیْرِ	ط ی ر (ض)	اسم	صیغہ جمع مذکر	پرندے
صٰٓفّٰتٍ	ص ف ف (ن)	اسم الفاعل	صیغہ جمع مؤنث	پرندوں کا دونوں بازو پھیلا کر اڑنا
یَقْبِضْنَ	ق ب ض (ض)	فعل مضارع معروف	صیغہ جمع مؤنث	پرندے کا اڑنے کے لیے بازو سمیٹنا
یُمْسِكُ	م س ک (افعال)	فعل مضارع معروف	صیغہ واحد مذکر غائب	وہ تھامتا ہے، روکتا ہے

نحوی ترکیب :

اَ	وَ	لَمْ	یَرَوْا	اِلَی	الطَّیْرِ	فَوْقَهُمْ	صٰٓفّٰتٍ	وَّ	یَقْبِضْنَ
				جار	مجرور	مضاف + مضاف الیہ			فعل مضارع +فاعل (ھن)
حرف استفہام	حرف عطف	جازم مضارع	فعل مضارع مجزوم + فاعل (ھم)	متعلق فعل		متعلق صٰٓفّٰت	حال	عطف	جملہ فعلیہ
									حال
جملہ فعلیہ انشائیہ									

مَا	یُمْسِكُهُنَّ	اِلَّا	الرَّحْمٰنُ	اِنَّهُ	بِ	كُلِّ شَیْءٍ	بَصِیْرٌ
نافیہ	فعل مضارع + مفعول	حرف استثناء لغو	فاعل			مضاف + مضاف الیہ	
					جار	مجرور	
				حرف توکید+اسم ان	متعلق خبر		خبر ان
جملہ فعلیہ خبریہ			جملہ اسمیہ خبریہ				

آیت نمبر 20 :

اَمَّنۡ هٰذَا الَّذِیۡ هُوَ جُنۡدٌ لَّكُمۡ یَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ ؕ اِنِ الۡكٰفِرُوۡنَ اِلَّا فِیۡ غُرُوۡرٍ ۚ﴿۲۰﴾

ترجمہ : بھلا خدائے رحمٰن کے سوا وہ کون ہے جو تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد کرے؟ کافر لوگ تو نرے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔

لغوی وصرفی تحقیق :

جُنْدٌ	ج ن د (تفعیل)	اسم	صیغہ واحد مذکر	لشکر
یَنْصُرُ	ن ص ر (ن)	فعل مضارع معروف	صیغہ واحد مذکر غائب	وہ مدد کرتا ہے
الرَّحْمٰنِ	ر ح م (س)	اسم المبالغہ	صیغہ واحد مذکر	بہت رحم فرمانے والا
الْکٰفِرُوْنَ	ک ف ر (ن)	اسم الفاعل	صیغہ جمع مذکر	انکار کرنے والے
غُرُوْرٍ	غ ر ر (ن)	مصدر	صیغہ واحد مذکر	دھوکا

نحوی ترکیب :

اَمَّنْ	هٰذَا	الَّذِیْ	هُوَ	جُنْدٌ	لَّکُمْ
					جار+مجرور
			مبتدا	خبر	متعلق
		اسم موصول	صلۃ الموصول		
	اسم اشارہ	بدل			
حرف عطف+مبتدا	خبر				
جملہ اسمیہ خبریہ					

یَنْصُرُکُمْ	مِّنْ	دُوْنِ الرَّحْمٰنِ	اِنِ	الْکٰفِرُوْنَ	اِلَّا	فِیْ غُرُوْرٍ
		مضاف+مضاف الیہ				جار+مجرور
	جار	مجرور	نافیہ	مبتدا	حرف استثناء لغو	خبر
فعل مضارع+فاعل (ھو)+مفعول	متعلق					
جملہ فعلیہ (صفت جند کی)			جملہ اسمیہ خبریہ			

(جاری ہے۔۔۔)

نوٹ : گزشتہ شمارہ ماہ فروری میں آیت : 16 کے تحت لفظ یَخْسِفَ کی لغوی وصرفی ترکیب میں اسے فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر حاضر لکھا گیا ہے جبکہ اصلاً وہ فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ قارئین تصحیح فرما لیں۔

مقصدِ رمضان اور اس کے فضائل

حافظ محمد شعیب شیخ

فاضل جامعہ الصفہ و معاون شعبہ تصنیف و تالیف، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

قلوبِ انسانی میں ایک عظیم اور روحانی انقلاب پیدا کرنے والے بابرکت مہینے کی ایک بار پھر ہماری زندگی میں آمد آمد ہے، یہ اسلامی تقویم کا نواں مہینہ ہے جو دعاؤں، التجاؤں اور اپنے رب کو منانے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ چنانچہ باری تعالی کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ (البقرة: 183)

"اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ، جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر، تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔"

اس آیت میں اللہ رب العزت نے رمضان کا حقیقی مقصد واضح فرمایا ہے کہ رمضان کا حقیقی مقصد درحقیقت ہے ہی روح کو تقویت و تازگی بخشنا کہ پورے گیارہ مہینے تمہاری ساری توجہ تمہارے حیوانی وجود پر تھی، جس کے نتیجے میں تمہارے اندر تقویٰ کی صفت کمزور ہو چکی ہے، اب رمضان میں اس عمل کو برعکس کر دو۔ دن میں روزہ رکھو، نفس کے تقاضوں کو دباؤ، ذرا سا پست کرو، ذرا ان کو لگام دو، کھانے پینے اور شہوت کو بند کر دو اور رات کو کھڑے ہو کر اس روح کے اوپر کلام ربانی کے فیضان کی بارش برساؤ تاکہ حیوانی جبلت کا دباؤ کم ہو جائے، اور روح کو کچھ (relief) یسر ہو۔ اس بابرکت مہینے میں رات کو کھڑے ہونے کا اصل تقاضا تراویح سے پورا نہیں ہو جاتا بلکہ قیام اللیل کے اہتمام کی بھی حتی الامکان بھرپور کوشش کرنا ناگزیر ہے۔ حدیث میں حضور کریم ﷺ کے الفاظ آئے ہیں:

جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً، وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا. (شعب الایمان)

"اللہ نے رمضان کا روزہ رکھنا فرض کیا ہے اور رات کا کھڑا رہنا مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔"

الفاظِ حدیث سے واضح طور پر قیام اللیل کا ثبوت ملتا ہے، لہذا رات کو کھڑا ہونا صرف ایک گھنٹے کی تراویح کو نا سمجھا جائے بلکہ رمضان کو زیادہ سے زیادہ عبادت کے لیے خاص کیا جائے اور صفتِ تقویٰ میں خوب ترقی حاصل کی جائے۔ اسی مضمون کو قرآن کریم نے اٹھارہویں پارے میں سورۃ المومنون کی آیت نمبر ایک میں واضح کیا ہے: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾

"اہل ایمان فلاح پا گئے" یعنی عبادات کا خوب اہتمام کر کے روح کو جگانا، ہوش میں لانا اور روحانی وجود پر اٹے دبیز پردوں کو ہٹانا ہی دراصل حقیقی کامیابی ہے۔

بہرحال! اس ماہ کی ایک ایک ساعت اس قدر برکتوں اور سعادتوں کی حامل ہے کہ باقی گیارہ ماہ مل کر بھی اس کی برابری و ہم سری کرنے سے قاصر ہیں، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: "بقیہ پورے سال کی برکتوں کو رمضان المبارک کی برکات کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو قطرے کو سمندر کے ساتھ ہوتی ہے۔" درحقیقت یہ ماہ اہلِ ایمان کی حقیقی بہار ہے جو دلوں کو نورِ ایماں سے منوّر اور تازگی بخشتا ہے۔

ہائے!!! اس ماہِ مبارک کے لیل و نہار کی عجیب فرحت و سرور ناقابلِ بیاں ہے، وہ دن کے روزے۔۔۔ رات کی تراویح۔۔۔ بوقتِ نماز مسجد میں پہنچنے کی سبقت۔۔۔ راتوں کا قیام۔۔۔ خشیت الٰہی میں رونا ورلانا۔۔۔ افطار و سحر کی خوشیاں۔۔۔ جاگنا وجگانا۔۔۔ وہ تلاوتِ قرآن سے روح کو معطر

کرنا۔۔۔ بوقت سحر سر بسجود ہو کر گڑگڑانا۔ آخر یہ مبارک مہینہ اللہ تعالی کی جانب سے ایک تحفہ ہے جو ہمارے پاس بوجھ نہیں بلکہ رحمت کی موج بن کر آتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک میں وارد ہے:

"رمضان، اللہ کا مہینہ ہے، جس میں اللہ کی رحمتیں عام ہوتی ہیں، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔" (مسند احمد)

فضائل و برکات:

دراصل یہ ماہ صبر، سخاوت، ہمدردی، زکوۃ اور صدقات اور سب سے بڑھ کر نزولِ قرآن، اعتکاف اور شبِ قدر کا مہینہ ہے۔ اس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم سے نجات اور خلاصی کا ہے۔ اس ماہ میں مومن کا رزق اور نیکیوں کا اجر و ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، نفل فرض کے برابر اور ایک فرض ستر فرائض کے برابر ہو جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے: تَسْبِيْحَةٌ فِيْ رَمَضَانَ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ تَسْبِيْحَةٍ فِيْ غَيْرِهِ. (سنن الترمذی)

"رمضان میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہہ لینا غیر رمضان میں ایک ہزار مرتبہ کہہ لینے سے بہتر ہے۔"

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ رمضان کی راتوں میں روزانہ ایک منادی اعلان کرتا ہے:

يَا بَاغِيَ الْـخَيْرِ! أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ! أَقْصِرْ. (مشکوۃ المصابیح)

"اے خیر کو چاہنے والے! آگے بڑھ اور اے شر کے خواہشمند! رُک جا۔"

اسی طرح یہ بھی اعلان ہوتا ہے کہ ہے کوئی دعا مانگنے والا! میں اس کی دعا قبول کروں؟ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا! میں اس کو بخش دوں؟ ہے کوئی گناہوں سے توبہ کرنے والا! میں اس کی توبہ قبول کروں؟ کیا ہے کوئی صحت مانگنے والا! میں اس کو صحت و عافیت دوں؟

اس ماہ کی سب بڑی اور اہم فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس ماہ میں انسانی زندگی کو روشنیوں سے منور کر دینے والی کتاب، انسانی دستورِ حیات، ہدایت کا چراغ قرآن کریم فرقانِ حمید کا نزول ہوا جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ (البقرة: 185)

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے سراپا ہدایت، اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو صحیح راستہ دکھاتا اور حق و باطل کے درمیان دو ٹوک فیصلہ کر دیتا ہے۔"

ایک اور بڑی فضیلت یہ ہے کہ اسی ماہ کی ایک بابرکت شب میں آسمان دنیا پر پورے قرآن کا نزول ہوا لہذا اس رات کو اللہ رب العزت نے تمام راتوں پر فضیلت عطا فرمائی اور اسے شبِ قدر قرار دیتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۳ (القدر: 3)

اور اسی بابرکت اور مبارک رات کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُوْمٌ. (سنن ابن ماجه)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ماہ رمضان آیا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ مہینہ جو تم پر آ گیا ہے، اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو شخص اس رات کی خیرات و برکات سے محروم کر دیا گیا وہ گویا تمام خیر سے محروم کر دیا گیا اور اس رات کی خیرات و برکات سے محروم صرف وہی شخص کیا جاتا ہے جو (اصلاً ہر خیر سے) محروم ہو۔"

اور اسی ماہ میں رب ذوالجلال نے روزے جیسی ایک ایسی خاص عبادت بھی ہمیں عطا فرمائی ہے جو ریا کاری سے ایک دم پاک اور خالص اللہ ہی کے

لیے ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ مَا شَاءَ اللَّهُ، يَقُولُ اللَّهُ: إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ .(سنن ابن ماجه)

"حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کی ہر نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سوائے روزے کے اس لیے کہ وہ میرے لیے خاص ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، یا میں خود ہی اس کی جزا ہوں"۔

یعنی اس کے ثواب کی مقدار کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے، جب کہ باقی عبادات کے ثواب کو رب تعالیٰ نے مخلوق پر ظاہر کردیا ہے۔ لہذا یہ عبادت اللہ کے لیے مخصوص ہے اور وہی اس کی جزا دے گا۔

دوسرا یہ کہ روزہ لوگوں سے پوشیدہ ہوتا ہے، اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ جب کہ دوسری عبادتوں کا یہ حال نہیں ہے کیوں کہ ان کا حال لوگوں کو معلوم ہوسکتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی روزہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے۔ "فانہ لی" سے اسی چیز کی طرف اشارہ ہے۔

اور اسی طرح ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ روزہ روح کے تغذیہ و تقویت کا ذریعہ ہے جسے ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ ایک تعلقِ خاص اور نسبتِ خصوصی حاصل ہے گویہ یا خاص اللہ کے لیے ہے. جس کی جزا وہ بطورِ خاص دے گا.

بہر حال! رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے ذکر و فکر، تسبیح و تہلیل، زیادہ سے زیادہ تلاوت و نوافل اور صدقہ و خیرات کا باعث ہے۔ اس مہینے کو پا کر دنیا کا ہر مسلمان اپنے اپنے ایمان اور تقویٰ کے مطابق حصہ لے کر اپنے جسم و روح کے لیے تقویت کا سامان فراہم کرتا ہے۔ جس نے اس ماہ میں اپنے ماتحتوں کے کام میں تخفیف کی تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسے مغفرت اور جہنم سے آزادی کا پروانہ دیں گے۔

رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کا خاص مہینہ ہے، یہ صرف بھوک و پیاس سے رکنے کا نام نہیں بلکہ اس کے ضمن میں حاصل ہونے والے اسباق کو اپنی اپنی زندگی میں عملی جامہ پہنانے کا نام ہے۔ اس مبارک مہینے کی برکات سے فیضیاب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اسے صرف عبادات تک محدود نہ رکھیں بلکہ اپنی عملی زندگی میں بھی مثبت تبدیلی لائیں۔ یہ مہینہ ہمیں صبر، محبت، درگزر اور خدمتِ خلق کا درس دیتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس موقع کو ضائع نہ کریں اور اپنی زندگی میں نیکیوں کو راسخ کرنے کی کوشش کریں، تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کرسکیں۔ یہی رمضان کا اصل پیغام اور مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہِ مبارک کی برکتوں سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تربیت اولاد۔۔۔ (آخری قسط)

راشد افتخار

ناظم شعبۂ رابطہ، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

نفسیاتی تربیت :

بچہ جب عقلمند اور ہوشیار ہوجائے تو اُس کو جرأت، حق کے سلسلہ میں بے باکی، صداقت، شجاعت و بہادری اور دوسروں کے لیے خیر و بھلائی پسند کرنے اور نفسیاتی و اخلاقی فضائل و کمالات سے آراستہ ہونے کی تربیت دی جائے تاکہ اُس کی شخصیت بنے اور اُس پر جو ذمہ داریاں عائد ہوں وہ اُنہیں بحسن و خوبی ادا کرسکے۔ بچوں میں فطرتاً شرمیلا پن ہوتا ہے، اس کے کم یا زیادہ ہونے یا اعتدال پر رہنے میں ماحول کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بچوں کو لوگوں کے ساتھ میل جول کا عادی بنایا جائے جن سے ان میں یہ عادت بھی کم ہوگی اور خود اعتمادی بھی پیدا ہوگی۔ مگر ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ بچے حق گوئی، بے باکی اور ادب و احترام کے دائرے کی حدود میں رہتے ہوئے کامل جرأت کا مظاہرہ کرسکیں اور اس احساس و شعور کا بھی خیال رکھیں کہ جرأت بے حیائی سے نہ بدلے اور صراحت و بے باکی، بے ادبی کی شکل نہ اختیار کرلے۔

اسی طرح ایک اور عمل خوف وڈر کی عادت ہے۔ یہ ایک نفسیاتی حالت ہے جو بڑوں، چھوٹوں، عورتوں اور مردوں سب کو پیش آتی ہے۔ یہ عادت اگر طبعی حدود کے دائرے میں ہو تو قابلِ تعریف ہوتی ہے لیکن اگر یہی خوف حد سے بڑھ جائے اور فطری حدود سے تجاوز کرجائے تو اس سے بچے میں نفسیاتی بے چینی پیدا ہوتی ہے جو ایک نفسیاتی مسئلہ بن جاتا ہے اور جس کا دور کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اس ضمن میں ماں پر خصوصی طور پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ بچے کو سائے، تاریکی یا جن بھوت، چڑیل اور عجیب و غریب مخلوق سے نہ ڈرائے، تاکہ بچہ خوف وڈر کا عادی نہ بن جائے اور خوف کا اُس تک پہنچنے کا کوئی راستہ باقی نہ رہے۔

احساسِ کمتری یعنی اپنی کسی کمی اور نقص کا شعور ایک نفسیاتی حالت ہے جو بعض بچوں میں پیدائشی، بیماری، تربیت یا اقتصادی حالت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ عادت بچے کو جامد اور منحرف بنادیتی ہے اور رذالت و بدبختی اور مجرمانہ زندگی کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ بچے میں یہ احساس پیدا کرنے کے عوامل پر مربی کو بھرپور توجہ دینی چاہیے۔ اگر اس کا سبب تحقیر واہانت ہو تو بچے کو اچھے الفاظ سے مخاطب کرے اور پیار سے پکارے۔ اگر اس کا سبب زیادہ ناز نخرے اٹھانا ہے تو بچے کے ساتھ مناسب تربیت، سزا، پیار اور نرمی و گرمی دونوں سے کام لینا چاہیے۔ اگر اس احساس و شعور کی وجہ یتیمی ہو، تو سرپرست میں سے جو مربی ہوں، وہ اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں اور محبت و پیار کا احساس دلائیں۔ اگر اس احساس کا سبب فقر و غربت ہو تو بچے میں صبر، برداشت اور اسلامی شخصیت کی تعمیر میں اپنے پر اعتماد کی روح پیدا کریں، تاکہ بچہ اپنا راستہ خود ہموار کرے۔ اگر اس کی وجہ بچے کا کوئی جسمانی عارضہ یا کمی ہو تو ایسی صورت میں والدین، بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کو اُس کے ساتھ محبت اور الفت و نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

اجتماعی و معاشرتی تربیت :

بچوں کو معاشرے کا ایک اہم اور بہترین رکن بنانے کے لیے اُن کی معیاری معاشرتی تربیت لازم ہے۔ اس کے لیے بچے کو شروع ہی سے ایسے اعلیٰ معاشرتی آداب اور عظیم نفسیاتی اصولوں کا عادی بنایا جائے جو ہمیشہ زندہ جاوید رہنے والے اسلامی عقیدے اور گہرے ایمانی شعور سے پھوٹ کر

نکلتے ہیں۔ اس معاشرتی تربیت کے عملی وسائل ہمیں دینِ اسلام نے فراہم کیے ہیں۔ اسلام نے تمام افراد کے نفوس میں تربیت کی بنیاد ایسے عظیم مستحکم اصولوں اور ابدی تربیتی قواعد پر رکھی ہے جن کے بغیر اسلامی شخصیت کی تکمیل و تعمیر نہیں ہو سکتی۔

اسلام جو نفسیاتی اصول لوگوں میں راسخ کرنا چاہتا ہے، اُن میں سے سب سے پہلے تقویٰ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس جگہ نہ دیکھے جہاں سے اُس نے منع کیا ہے اور وہاں سے غائب نہ پائے جہاں حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔ تقویٰ ضمیر کے احساس اور شعور کے صاف شفاف، دائمی خوف وخشیت، مستقل احتیاط اور راستے کے کانٹوں سے بچنے کا نام ہے۔ تقویٰ ہی تمام معاشرتی فضائل و کمال کا منبع اور مفاسد و شرور اور گناہوں سے بچنے کا منفرد راستہ ہے۔ اس کے بعد اخوت ہے۔ یہ ایک نفسیاتی رابطہ ہے جو ہر مسلمان شخص کے ساتھ نرمی، محبت اور احترام کا گہرا شعور پیدا کرتا ہے۔ اس وجہ سے مسلمان کے دل میں تعاون، ایثار، شفقت اور قدرت کے باوجود معاف کرنے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور یہ اُسے تمام ایسے کاموں سے بچنے پر ابھارتا ہے جو لوگوں یا اُن کی عزت و کرامت کو نقصان پہنچائیں۔ اس کے بعد رحم کا نمبر آتا ہے۔ رحم نام ہے رقتِ قلب، ضمیر کے حساس، شعور کے لطیف ہونے، دوسروں کے ساتھ نرمی برتنے، اُن کے غم میں شریک ہونے، اُن پر رحم کھانے اور اُن کے غموں اور تکالیف میں آنسو بہانے کا۔ رحم ہی مسلمانوں کو دوسروں پر ظلم، ایذا پہنچانے اور جرائم سے باز رہنے پر ابھارتا ہے اور سب کے لیے خیر و بھلائی سوچنے پر آمادہ کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو لوگوں پر رحم کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرماتے ہیں۔" (جامع ترمذی)۔ اس کے ساتھ ایثار کا جذبہ ہے یعنی اچھائیوں، منافع اور شخصی مصالح میں دوسروں کو ترجیح دینا۔ یہ ایک عظیم نفسیاتی شعور اور بہترین خصلت ہے اور اجتماعی و معاشرتی امدادِ باہمی کا بڑا اہم ستون ہے۔

قناعت بھی ایک بہت پیاری دولت ہے جس سے انسان کی زندگی میں ٹھہراؤ اور سکون آتا ہے۔ اپنے بچے کے اندر بھی یہ جذبہ پیدا کریں کہ اس سے رزقِ حرام کا دروازہ بند ہو جائے گا اور بچے خود سادہ طرزِ زندگی کے عادی ہو جائیں گے۔ اس معاملے میں چونکہ عورتیں ہی مال و دولت کی حریص ہونے کی وجہ سے اپنے شوہروں کو حرام کی طرف رخ کرنے پر مجبور کرتی ہیں اور ان کو دیکھ کر بچے بھی اپنے ماں باپ سے نت نئی فرمائشیں کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا سب سے پہلے والدین کو خصوصاً والدہ کو قناعت پسند بننا چاہیے جتنا رزق مل رہا ہے اُس پر صبر و شکر کرنا چاہیے اس سے اولاد پر بھی یہی اثر پڑے گا کہ وہ قناعت پسند بن جائے گی۔ عفوو درگزر ایک شاندار نفسیاتی شعور ہے جس کی وجہ سے انسان دوسروں سے تسامح اور اپنے حق سے دستبرداری اختیار کرتا ہے، چاہے زیادتی کرنے والا کتنا بڑا ظالم کیوں نہ ہو بشرطیکہ مظلوم بدلہ اور انتقام لینے پر قادر ہو۔ معاشرے میں دوسروں کے حقوق کی رعایت کرنا شاندار نفسیاتی اصولوں کے ساتھ کلی طور پر لازم و ملزوم ہے۔

اپنے بچوں میں خود انحصاری پیدا کریں اس کے لیے بچوں کو تھوڑی ذمہ داریاں سونپیں۔ اُن کے سارے کام خود ہی کرنے کی کوشش نہ کریں ورنہ وہ کوئی بھی کام خود نہ کر سکیں گے۔ بچے اپنے کھلونے سنبھال کر خود جگہ پر رکھیں، اسکول سے آکر اپنے کپڑے اتار کر الماری میں رکھیں اور اپنے بستے میں کتابیں خود ڈالیں۔ اس طرح کے چھوٹے چھوٹے کاموں سے ابتدا کریں تو وقت کے ساتھ ساتھ اُن میں یہ عادت پختہ ہوتی جائے گی اور یہی اُن کی بچپن کی خود انحصاری کی عادت اُن کی شخصیت میں خود اعتمادی اور اُن کے کام میں نظم و ضبط کا باعث بنے گی۔ نظم و ضبط سے بچہ اپنی خواہشات اور دوسروں کی خواہشات میں توازن پیدا کرنے کی صلاحیت حاصل کرتا ہے۔ اس سے بچے کو خود آگہی حاصل ہوتی ہے اور اپنی انفرادیت کا احساس ہوتا ہے اور اُس میں یہ احساس بیدار ہوتا ہے کہ وہ معاشرے کا ایک اہم فرد ہے۔

وہ اہم معاشرتی حقوق جن کی جانب بچہ کی رہنمائی کرنی چاہیے، وہ والدین، رشتہ داروں، پڑوسیوں، اساتذہ، اپنے ساتھیوں اور بڑوں کے حقوق ہیں۔ اس سلسلے میں اگر مکمل نظر رکھی جائے اور ہمیشہ دیکھ بھال ہو، ساتھ میں تنبیہ ہوتی رہے تو اس کی وجہ سے وہ بچہ ایک ہوشیار، سمجھدار، باادب اور بااخلاق بن جائے گا جو دنیاوی زندگی میں ہر شخص کے حق کو بلا کسی کمی بیشی، سستی و تقصیر کے ادا کرنے والا ہوگا۔ بچے کے دوسروں کے ساتھ اٹھنے

بیٹھنے اور معاشرت کے آداب پر عمل کو بھی ملحوظِ نظر رکھنا چاہیے۔ اس کے لیے کھانے پینے، سلام کرنے، اجازت طلب کرنے، مجلس، بات چیت، مزاح و مذاق، مبارکباد، بیمار پُرسی، تعزیت، چھینک اور جمائی کے آداب بچوں کو سکھانا چاہیے۔ ساتھ ہی مربی کو اپنی سی پوری کوشش اور پورا زور اِس بات پر صرف کرنا چاہیے کہ بچے کو اسلامی آداب و طور طریقے آجائیں اور وہ بہترین عادات کا عادی اور عمدہ خصلتوں کا مالک بن جائے۔

جنسی تربیت:

بچہ جب اس عمر کو پہنچ جائے کہ وہ جنس سے متعلق معاملات کو سمجھنے کے قابل ہوجائے تو اُس کو یہ اُمور سمجھا دیے جائیں تاکہ جب وہ جوان ہو تو حلال حرام سے واقف ہو اور اسلام کے ممتاز آداب و امور اس کی عادت بن جائیں اور وہ شہوت رانی کے پیچھے نہ پھرے اور آزادی کی راہ میں بھٹک نہ جائے۔ سات سے دس سال کی عمر میں بچے کو کسی کے گھر جانے کی صورت میں اجازت طلب کرنے اور اِدھر اُدھر دیکھنے کے آداب سکھائیے، دس سے چودہ سال (قریب البلوغ) کی عمر میں اسے جذبات بھڑکانے والی چیزوں سے دور رکھیے اور چودہ سے سولہ سال کی بلوغ کی عمر میں اگر اس کی شادی کی تیاری ہو تو اسے جنسی روابط کے آداب سکھائیے۔ جوانی میں اگر اس کی فوری شادی نہ کر سکیں تو اسے پاک دامنی کے آداب و محاسن باور کرائیے۔

اس سارے مضمون کا حاصل یہ ہے کہ یہ سب ماں باپ کی تربیت ہی ہے، اچھی تربیت کریں گے تو بچے بچپن سے ہی ولی بن جائیں گے اور اگر اچھی تربیت نہیں کریں گے تو ہر دل کی پریشانی کا باعث بن جائیں گے۔ آج کتنے ماں باپ ہیں جو اولاد کی اچھی تربیت نہ کرنے کی وجہ سے تنہائیوں میں چھپ چھپ کر روتے ہیں۔ کسی کو بتا بھی نہیں سکتے، کسی کے سامنے دل بھی نہیں کھول سکتے۔ وہ خود ہی جانتے ہیں کہ اُن کو کتنا دکھ پہنچ رہا ہوتا ہے۔

دجال اور سورۃ الکھف ۔ ۔ (تیسری قسط)

حافظ حذیفہ محمود

فاضل جامعہ الصفہ واستاذ قرآن اکیڈمی یاسین آباد

دجال، کائنات کا عظیم ترین فتنہ اور سورۃ الکھف
امکانات، خطرات اور تدابیر قرآن وسنت کے آئینے میں

گذشتہ اقساط میں ہم نے دجال کا تعارف اور دجالی فتنے کی ہولناکیوں کا تذکرہ کیا تھا، اور اسی ضمن میں ہم نے دجال کی موجودہ حالت، خروج دجال سے قبل رونما ہونے والے واقعات اور اس کے خروج کے مقام کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ اس قسط میں ہم ان شاء اللہ ایک ایسی پراسرار شخصیت سے متعلق بات کریں گے جو عہد رسالت میں بھی زندہ رہی اور خلفائے راشدین کے عہد خلافت میں بھی۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی جس کے دجال ہونے کا گمان ہونے لگا تھا۔ اس شخصیت کو تاریخ "ابن الصیاد" کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ آئیے! اس پراسرار شخصیت کا جائزہ لیتے ہیں:

ابن صیاد اور دجال:

صحیح روایات کے مطابق ابن صیاد کا اصل نام "صاف" تھا۔ جب کہ بعض روایات میں عبد اللہ بن صیاد یا صائد بھی آیا ہے۔

یہ مدینہ کے یہودیوں میں سے تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انصار میں سے تھا اور جب نبی ﷺ مدینہ آئے تو یہ چھوٹا تھا اور بعد ازاں چند روایات کے مطابق یہ مسلمان بھی ہو گیا تھا۔

ابن صیاد کہانت کرتا تو جھوٹ اور سچ (دونوں) بولتا رہتا تھا۔ اس کی خبر لوگوں میں پھیل گئی اور یہ مشہور ہو گیا کہ یہ دجال ہے۔ تو نبی ﷺ نے ارادہ کیا کہ اس کے حالات کی خبر لیں تاکہ اس کے معاملے کی وضاحت ہو جائے تو نبی ﷺ چھپ کر اس کی طرف گئے تاکہ اس کی کوئی بات سن سکیں اور اس پر کچھ سوال کر سکیں جن سے اس کی حقیقت منکشف ہو جائے۔ ابنِ صیاد نبی ﷺ کے بعد بھی زندہ رہا اور حرہ کی لڑائی والے دن غائب ہو گیا۔

ابن صیاد دجال تھا یا الگ شخصیت اس بارے میں اختلاف ہے؟

(1) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان نبی کریم ﷺ کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے حتیٰ کہ اسے بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا۔ اس دن وہ بلوغ کے قریب تھا، کوئی چیز سمجھتا نہیں تھا حتیٰ کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کے پشت پر مارا پھر فرمایا: «أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ». کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں آپ "امیوں کے رسول ہیں" ابن صیاد نے کہا "کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں" تو آپ ﷺ نے فرمایا "میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں" آپ ﷺ نے ان سے فرمایا "تو کیا دیکھتا ہے؟" تو ابن صیاد نے کہا "میرے پاس سچا اور جھوٹا آتے ہیں" تو آپ ﷺ نے فرمایا "تجھ پر معاملہ خلط ملط کر دیا" (یعنی کبھی سچی اور کبھی جھوٹی خبر آتی ہے یہی کاہنوں اور جوگیوں کی علامت ہے۔)

آپ ﷺ نے فرمایا "میں نے تیرے لیے ایک چیز (قرآن مجید کی آیت) چھپا رکھی ہے بتاؤ وہ کون سی آیت ہے؟" ابن صیاد نے کہا (هُوَ الدُّخ)

وہ دھواں ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یارسول اللہ مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن ماردوں؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر یہ دجال ہوا تو اس پر تجھے تسلط ہرگز نہ ہوگا اور اگر وہ نہ ہوا تو اس کے قتل میں تیرے لیے خیر نہیں ہے۔"[1]

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے مدینہ میں ایک لڑکے کو جنم دیا جس کی آنکھ مٹی ہوئی اور دوسری واضح اور ابھری ہوئی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات سے ڈرے کہ یہ دجال ہی ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے چادر کے نیچے پایا تو آہستہ آہستہ بول رہا تھا تو اسے اس کی ماں نے خبردار کردیا اور کہا: "اے عبداللہ! یہ ابوالقاسم آئے ہیں" تو وہ اپنی چادر سے نکل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اسے کیا ہوا یہ قتل ہو یعنی اس عورت کو کیا ہوا خدا اس کو ہلاک کرے، اگر یہ اسے چھوڑ دیتی تو یقیناً یہ اپنی حقیقیت بیان کرتا" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اجازت دیجیے میں اسے قتل کردوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر یہ وہی ہے تو تو اس کا مقابل نہیں اس کے مقابل حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں اگر وہ نہیں تو تجھے یہ جائز نہیں کہ تو ایسے شخص کو قتل کرے جو عہد والوں میں سے ہے یعنی ذمی ہے۔[2]

ابن صیاد ہی دجال ہے یا کوئی اور ہے؟

ڈاکٹر عیسیٰ فرماتے ہیں ایک سے زائد ایسے صحابہ ہیں جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔

وہ صحابہ درج ذیل ہیں: (1) حضرت عمر رضی اللہ عنہ، (2) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، (3) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (4) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، (5) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ۔[3]

آگے ڈاکٹر عیسیٰ فرماتے ہیں ابن صیاد کے مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کا اثر ان کے بعد آنے والے اہل علم حضرات میں بھی تھا، اکثر اہل علم جیسے امام بیہقی، امام خطابی، امام نووی اور علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ ابن صیاد دجال نہیں ہے اور ان حضرات نے تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ (یعنی تمیم داری نے فرمایا وہ تو ایک جزیرہ میں زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔)

اس معاملے میں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمیم کی حدیث جس کو شامل ہے اس میں اور ابن صیاد کے دجال ہونے میں جو چیز زیادہ جامع ہے وہ یہ ہے کہ دجال وہی ہے جسے تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور ابن صیاد شیطان ہے جو دجال کی صورت میں ان دنوں ظاہر ہوتا تھا حتیٰ کہ وہ اصبھان کی طرف چلا گیا پھر اپنے قرین کے ساتھ چھپ گیا حتیٰ کہ وہ دن آجائیں گے جن میں اس کا نکلنا اللہ نے مقدر فرمایا ہے۔[4]

ابن صیاد کے متعلق توضیحات میں مولانا فضل محمد صاحب فرماتے ہیں کہ واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ ابن صیاد دجال ہی ہے لیکن اس کے برعکس اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال یہ تھا کہ ابن صیاد ایک فتنہ تھا، مسلمانوں کے امتحان اور آزمائش کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا تھا یہ یہودی تھا شعبدہ باز اور جادوگر تھا مگر بعد میں مسلمان ہوگیا تھا حج بھی کیا مکہ اور مدینہ بھی گیا پھر مر گیا۔ یہ حضرات اس روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ابن صیاد اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا مکالمہ ہوا اس میں ابن صیاد نے اپنے دجال ہونے کا خوب انکار کیا اسی روایت کے آخر میں خود کہتا ہے اگر میں دجال بن جاؤں گا تو مجھے خوشی ہوگی برا نہیں مانوں گا۔[5]

ڈاکٹر عیسیٰ اور ابن حجر کی رائے میں اتفاق ہے:

ابن صیاد دجال کی علامت کے سبب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ پریشانی سی محسوس ہوئی ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً اس کے بارے میں جانتے تھے کہ وہ کون ہے اور

---

1 (صحیح بخاری حدیث نمبر: 1255)

2 (دجالی فتنہ صفحہ نمبر: 38)

3 (دجالی فتنہ صفحہ نمبر: 43)

4 (دجالی فتنہ صفحہ نمبر: 45 -44 بحوالہ فتح الباری)

5 (توضیحات شرح مشکوٰۃ، ج، 7، صفحہ نمبر: 559)

اس کے باپ، قبیلہ اور علاقے کا نام کیا ہے؟ چونکہ اس کے نکلنے کا وقت زمانہ آخر ہے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تردد ہوا کہ یہ وہی ہے یا نہیں تو ابن حجر کی بات رہنمائی میں کافی ہے کہ ابن صیاد شیطان تھا اور دجال جزیرہ میں تھا۔[6]

ابن صیاد کے بارے میں حافظ عمران ایوب کی رائے:

(1) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دجال کو ایک ویران جزیرہ میں لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھا تھا اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق بھی فرمائی جب کہ ابن صیاد اس وقت مدینہ میں موجود تھا اس سے معلوم ہوا ابن صیاد دجال نہیں تھا کیوں کہ دجال تو وہ تھا جو ویران جزیرہ میں تھا۔

(2) دجال کے متعلق حدیث میں ہے کہ وہ بے اولاد ہوگا جب کہ ابن صیاد کی اولاد تھی۔

(3) دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہوسکے گا جب کہ ابن صیاد پیدا ہی مدینہ میں ہوا اور اس کا مکہ جانا بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔[7]

ابن صیاد کے متعلق علامہ ابن کثیر کی رائے:

ابن صیاد دجال نہیں ہے تاہم وہ بڑے بڑے دجالوں میں سے ایک ہے بعض علما نے کہا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابن صیاد کو دجال سمجھتے تھے حالانکہ وہ دجال نہیں تھا بلکہ وہ محض ایک جھوٹا آدمی تھا۔[8]

حافظ عمران ایوب صاحب نے فرمایا کہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی یہی ہے۔ (یعنی ابن صیاد دجال نہیں ہے۔)[9]

(جاری ہے)۔۔۔

6 (دجالی فتنہ صفحہ نمبر: 46)

7 (فتنۂ دجال، حافظ عمران ایوب صفحہ نمبر: 121)

8 (فتنۂ دجال صفحہ نمبر: 123 بحوالہ: النہایہ فی الفتن)

9 (فتنۂ دجال صفحہ نمبر: 124 بحوالہ: الفرقان بین اولیاء الرحمن)

حیا بمقابلہ بے حیائی۔۔ (آخری قسط)

حافظ ریان بن نعمان

قرآن اکیڈمی، کورنگی

درد دل:

دینِ اسلام میں حیا کا مقام و مرتبہ بھی ہمارے سامنے آگیا اور بے حیائی کی شناعت و قباحت بھی واضح ہو گئی۔ حیا و بے حیائی کا ہمہ جہتی تقابل بھی سامنے آیا اور ان دونوں صفات کی بنیاد پر اٹھنے والے معاشروں کا نقشہ بھی ہمارے سامنے واضح ہوا۔ اب دینی حمیت و غیرت اور عقل و فہم کا تقاضا تو یہ تھا کہ جہاں ہم خود کو انفرادی و اجتماعی سطح پر حیا میں مُلَبَّس کر لیں، وہیں بے حیائی کی ہر صورت کو اپنے پاس پھٹکنے بھی نہ دیں۔ مگر افسوس صد افسوس! ایسا نہ ہو سکا۔ مغرب کی چکاچوند اور آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی سائنسی و فکری ترقی کے سامنے تمام تہذیبیں اور روایتی اقدار گھٹنے ٹیکتی چلی گئیں، بقول علامہ اقبال:

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

یہاں تک کہ اسلامی تہذیب کے علمبردار بھی بالکلیہ اس دجالی و بے خدا تہذیب کے مضر اثرات سے خود کو محفوظ نہ رکھ سکے، الا ماشاء اللہ!۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک محکوم و غلام ذہن اپنے طرزِ فکر و عمل میں اسی انداز کو اپناتا اور بہتر گردانتا ہے جو حاکم قوم کا ہوتا ہے۔ اسی حقیقت کو بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "اسلام کی نشأۃِ ثانیہ—کرنے کا اصل کام" میں "فکرِ مغرب کا ہمہ گیر استیلاء" کے عنوان کے تحت یوں بیان کرتے ہیں:

"موجودہ دور بجا طور پر مغربی فلسفہ و فکر اور علوم و فنون کی بالادستی کا دور ہے اور آج پورے کرۂ ارضی پر مغربی افکار و نظریات اور انسان اور کائنات کے بارے میں وہ تصورات پوری طرح چھائے ہوئے ہیں جن کی ابتدا آج سے تقریباً دو سو سال قبل یورپ میں ہوئی تھی اور جو اس کے بعد مسلسل مستحکم ہوتے اور پروان چڑھتے چلے گئے۔ آج کی دنیا سیاسی اعتبار سے خواہ کتنے ہی حصوں میں منقسم ہو تقریباً ایک ہی طرزِ فکر اور نقطۂ نظر پوری دنیا پر حکمران ہے اور بعض سطحی اور غیر اہم اختلافات سے قطع نظر ایک ہی تہذیب اور ایک ہی تمدن کا سکہ پوری دنیا میں رواں ہے۔ کہیں کہیں منتشر طور پر کوئی دوسرا نقطۂ نظر اور طرزِ فکر اگر پایا بھی جاتا ہے تو اس کی حیثیت زندگی کی اصل شاہراہ سے ہٹی ہوئی پگڈنڈی سے زیادہ نہیں ہے، ورنہ مشرق ہو یا مغرب ہر جگہ جو طبقے قیادت و سیادت کے مالک ہیں اور جن کے ہاتھوں میں اجتماعی زندگی اور اس کے جملہ متضمنات کی اصل زمامِ کار ہے وہ سب کے سب بلا استثنا ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ مغربی تہذیب و تمدن اور فلسفہ و فکر کا یہ تسلط اس قدر شدید اور ہمہ گیر ہے کہ بعض اُن قوتوں کے نقطۂ نظر کا جائزہ بھی اگر دقتِ نظر سے لیا جائے، جو مختلف ممالک میں مغربی تہذیب و تمدن کے خلاف صف آرا ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی مغرب کے اثرات سے بالکلیہ محفوظ نہیں ہیں اور خود ان کا طرزِ فکر بہت حد تک مغربی ہے۔"

شیطان نے اپنا پہلا وار انسانیت کے والدین حضرتِ آدم و حوا علیہما السلام پر کیا، جس کے نتیجے میں انہوں نے سہواً جنت کے شجرِ ممنوعہ کا پھل کھا لیا اور ان کے ستر اُن پر عیاں ہو گئے۔ چنانچہ فطرتِ انسانی میں ودیعت شدہ شرم و حیا کا مادہ غالب آیا اور انہوں نے جنت کے پتوں سے ستر پوشی کی۔ قرآنِ

حکیم میں 7 مرتبہ دہرائے جانے والے اس قصہ آدم و ابلیس سے ایک سبق یہ بھی ملتا ہے کہ شرم و حیا کا مادہ انسانی فطرت میں مضمر ہے اور یہ کہ شیطان کا اوّلین و موثر ترین وار اسی حیا کو زائل کرنا ہے۔

شیطان اپنا یہ وار کامیابی سے کھیلتے ہوئے مغرب میں ایک بے حیا معاشرہ تشکیل دے چکا ہے مگر تشویشناک صورتحال یہ ہے کہ وہی بے راہ روی مسلمانوں کے معاشرے میں بھی عام ہوتی جارہی ہے کہ جس کا تصوّر کچھ عرصہ قبل تک محال تھا۔ بالخصوص نوجوان نسل پر اس شیطانی حملے کا وار سب سے شدید ہے۔ خوشنما ناموں کے ذریعے بے حیائی کو بطورِ فن متعارف کروایا جارہا ہے۔ تعلیمی اداروں کا تو کیا ہی پوچھنا کہ جہاں مغربی افکار و اطوار کی ہو بہو نقل کی جاتی ہے اور جو اشاعتِ فواحش کا گڑھ بن کر گویا بے خدا و بے حیا مغربی تہذیب کی توسیع کے متولی ہونے کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جہاں کا ماحول (مغربی یونیورسٹیوں و معاشروں کا حق الیقین کی سطح پر مشاہدہ کرنے والے) علامہ اقبال کے ان اشعار کا کامل نمونہ پیش کرتا ہے:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو یہ نقشہ بالعموم ہمارے پورے معاشرے کا ہی ہوتا جارہا ہے مگر بالخصوص اس شیطانی تہذیب کا مبدا و مرکز ہمارے تعلیمی ادارے بن رہے ہیں۔ ستم بالائے ستم، بنی نوعِ آدم کو حیا کے زیور سے عاری کرنے میں سوشل میڈیا اپنا بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔ دنیا بھر کا گند موبائل نامی چھوٹی سی ڈبیا میں جمع کر دیا، گویا "دریا کو کوزے میں سمو کر" بے حیائی کے تمام مواقع، زمان و مکان کی قید سے آزاد کر کے دستیاب کر دیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں! کالی اسکرینوں نے بے حیائی کی انتہائی صورت کو بھی Entertainment کے نام پر اور کثرتِ ورود کے ذریعہ یوں نارملائز (Normalize) کر دیا ہے کہ اب وہ بے حیائی بے حیائی لگتی ہی نہیں، اب وہ بد نظری بد نظری رہی ہی نہیں، بد سمعی گناہ محسوس ہی نہیں ہوتی۔ کالی اسکرینوں کا کالا جادو یہ بھی ہے کہ پہلے خلوتیں آلودہ ہوئیں، اب جلوتیں بھی داغدار ہو رہی ہیں، یوں تو اس کا اوّلین شکار نوجوان نسل ہے مگر اس کے "متاثرین" کی فہرست میں شمولیت کے لیے جنس و عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ ہر عمر، ہر شعبے سے متعلق افراد، مختلف مذاق و مزاج رکھنے والے لوگوں کے لیے ان کی پسند کا سامانِ لہو و لعب ہمہ وقت موجود ہے۔ عوام کا تو حال چھوڑیے، اچھے بھلے دین دار لوگ بھی اس اُفتاد سے خود کو محفوظ نہ رکھ سکے۔ کاش کہ کوئی انہیں بتائے کہ جس طرح نامحرم کو حقیقت میں دیکھنا اور بلا ضرورت سننا منع ہے، بالکل اسی طرح سکرین پر بھی دیکھنے / سننے کی ممانعت ہے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

عشق یا محبت ایک مقدس / پاکیزہ جذبہ ہے بشرطیکہ وہ حقیقی ہو۔ مخلوق کا مخلوق سے تعلق عشق چاہے کتنا ہی گہرا کیوں نہ ہو، بہر حال مجازی ہے۔ چونکہ مخلوق کا مربّی و محسن و منعمِ حقیقی فقط اُن کا خالق ذوالجلال ہے لہذا عشقِ حقیقی بھی بجز اس ذات کے کسی سے ممکن نہیں اور "محبوب حقیقی" اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ اللہ عزّ و جلّ ہے۔ اس کے حصول کا تقاضا اللہ کا اپنے ہر بندہ مؤمن سے ہے اور یہی صفت اہلِ ایمان کی قرآن مجید میں بھی بیان ہوئی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ: 165)

اور جو ایمان لائے ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اور

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ (المائدۃ: 54)

اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ جلد ایک ایسی قوم کو لے آئے گا کہ اللہ اُن سے محبت کرے گا اور وہ اُس سے محبت کریں گے۔

مغرب کی اندھی تقلید میں پاکستان کے مسلمان معاشرے میں بعض عناصر خالق و مخلوق کے باہمی تعلقِ محبت کے اس پاکیزہ جذبے کو "ویلنٹائن ڈے (14فروری)" کے نام پر ہائی جیک کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ مزید برآں "عورت مارچ" کے نام پر ہر سال وہی حقوق و آزادیٔ نسواں کے کھوکھلے مغربی نعروں کی قولاً و عملاً تجدید کی جاتی ہے۔ اسی معاشرے سے نکلنے والی ہماری ہی مائیں بہنیں انتہائی فحش سلوگنز (ان سلوگنز کو اس وقت ہم نوکِ قلم پر بھی نہیں لاسکتے) پر مبنی پلے کارڈز تھامے مارچ کر کے حیا کا جنازہ نکال رہی ہوتی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!۔ اسی طرح اسلام آباد کے نور مقدم کیس پر بھی ذرا نظر ڈال لیں۔ یہ کیس وہی مغربی کلچر "We are living together but we are not married" ہی کا ایک نقشہ تھا جو مملکتِ خداداد پاکستان کی سرزمین پر رونما ہوا۔ فیشن شوز، کیٹ واکس، بوتیک، ڈانس پارٹیز، میوزیکل کنسرٹس وغیرہ کی "sugar coated terms" بھی اسی بے حیائی کے شجرہ خبیثہ کی وہ مکروہ شاخیں ہیں جو نہایت تیزی کے ساتھ اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان (so called) میں اپنے پنجے گاڑ رہی ہیں، ماضی قریب میں جس کی تازہ ترین مثال ہے ٹرانسجینڈر ایکٹ کا پاس ہوجانا۔ یہ سب اقدامات ہیں اس مغربی و شیطانی ایجنڈے کے ضمن میں کہ جس کا مقصد حیا کے زیور کو ہمارے اندر سے کھرچ کر پھینکنا ہے، اور اس ایجنڈے کی تکمیل میں انجانے یا جانتے بوجھتے مغرب سے انتہائی مرعوب ہمارے وہ مقتدر طبقات و کاروباری افراد و دانشور حضرات کہ جن کے ہاتھوں میں سیاسی و معاشی و سماجی سطح پر معاشرے کی اصل زمامِ کار ہے، اولین مدد و معاون بن رہے ہیں۔ عام عوام کا حال بھی کچھ مختلف نہیں، ذرا کسی کے پاس چار پیسے جمع ہوجاتے ہیں اور وہ کسی غریب علاقے سے پوش علاقے میں منتقل ہوجاتا ہے تو وہ پہلا کام یہ کرتا ہے کہ اپنے گھر سے پردہ کو نکال کر پھینکتا ہے کہ جناب اب تو ہم "Modern" ہوگئے ہیں اور یہ کہ پردہ تو غریبوں اور دقیانوس قسم کے لوگوں کا کام ہے، اب کیا چودہ سو سال پرانے اصول ہمارے ہاں نافذ ہوں گے؟ العیاذ باللہ!!۔ ہمارا بے پردہ ہونا بھارت اور دیگر انتہا پسند مغربی ممالک کی بہادر باپردہ مسلم خواتین کو منہ چڑھانے کے مترادف ہے کہ ہم تو تمہارا نقاب اتارنے والوں کے کیمپ میں ہیں۔ الیکٹرونک و سوشل میڈیا پر بیٹھے چند نام نہاد دانشور یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ جناب اصل پردہ تو دل کا پردہ ہوتا ہے، اصل حیا تو دل کی حیا ہوتی ہے، اگر آنکھ و دل میں حیا نہ ہو تو چاہے آپ کسی کو کمبل بھی پہنا دیں تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ان ظالموں کو کوئی یہ تو بتائے کہ کہنے سے پہلے اتنا تو سوچ لیا کرو کہ تمہارے الفاظ کی زد کہاں تک جائے گی۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ!! کیا امہات المؤمنین کی آنکھوں میں حیا نہ تھی؟؟ کیا بناتِ رسول ﷺ کے قلوب باحیا نہ تھے؟؟ انہوں نے تو پردہ کیا، بلکہ ان نفوسِ مقدسہ سے بھی پردہ کیا جو نبی اکرم ﷺ کے صحبت و تربیت یافتہ تھے۔ درحقیقت یہ سارے ہتھکنڈے ہماری روایات، تمدن و ثقافت سے حیا کے عنصر کو خارج کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ اللہ ان سازشوں سے ہماری، ہمارے گھرانوں اور تمام ہی مسلم معاشروں کی حفاظت فرمائے اور ہمیں حیا کے زیور سے خود کو آراستہ و پیراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیوں کہ وہی مرد معاشرے میں سر اٹھا کر چلتے ہیں جن کی مائیں بہنیں نظریں جھکا کر چلتی ہیں۔ اللہ ہمیں عقل و شعور عطا فرمائے۔

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

حفظ قرآن اور ہمارا طرزِ عمل

حافظ محمد اسد

استاذ قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

قرآن کریم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام ہے، جو تمام کلاموں پر فضیلت رکھتا ہے۔ اس کا حفظ ہوجانا کسی معجزے سے کم نہیں ہے۔ آج کے اِس پُرفتن دور میں بھی حفظ کروانے کا رجحان بڑھ رہا ہے جو یقیناً ایک مثبت قدم ہے۔ آپ کو تقریباً ہر خاندان میں حافظِ قرآن بچے اور بچیاں ضرور ملیں گے۔ بیشک یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کی حکمت کا مظہر ہے۔ قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے لی ہے۔ چناں چہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹ (الحجر: 09)

بیشک ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور یقیناً ہم خود ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس کی تشریح میں مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ اگرچہ قرآن کریم سے پہلے بھی آسمانی کتابیں بھیجی گئی تھیں، لیکن چونکہ وہ خاص خاص قوموں اور خاص خاص زمانوں کے لیے آئی تھیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کو قیامت تک محفوظ رکھنے کی کوئی ضمانت نہیں دی تھی، بلکہ اُن کی حفاظت کا کام انہی لوگوں کو سونپ دیا گیا تھا جو ان کے مخاطب تھے، جیسا کہ سورۃ المائدہ آیت 44 میں فرمایا گیا ہے۔ لیکن قرآن کریم چونکہ آخری آسمانی کتاب ہے جو قیامت تک کے لیے نافذ العمل رہے گی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے، چنانچہ اس میں قیامت تک کوئی ردّ و بدل نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت اس طرح فرمائی ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کے سینوں میں اسے اس طرح محفوظ کردیا ہے کہ اگر بالفرض کوئی دشمن قرآن کریم کے سارے نسخے (معاذاللہ) ختم کردے تب بھی چھوٹے چھوٹے بچّے اسے دوبارہ کسی معمولی تبدیلی کے بغیر لکھواسکتے ہیں، جو بذاتِ خود قرآن کریم کا زندہ معجزہ ہے۔" (آسان ترجمہ قرآن)

حفظِ قرآن کی فضیلت

بچوں کو قرآن کریم حفظ کروانا یقیناً ایک عظیم سعادت ہے اور اس پر ملنے والا اجر جس کی خبر الصادق المصدوق جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے، ہمارے لیے باعثِ شرف ہے۔ ذیل میں دو احادیث مبارکہ جو فضائل "حفظِ قرآن" کے حوالے سے بیان کی جاتی ہیں ان کا ذکر کیا جارہا ہے۔

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ، فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهَذَا؟ (سنن ابي داؤد: 1453)

"جس نے قرآن پڑھا اور اس کی تعلیمات پر عمل کیا تو اُس کے والدین کو قیامت کے روز ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی چمک سورج کی اُس روشنی سے بھی زیادہ ہوگی جو تمہارے گھروں میں ہوتی اگر وہ تمہارے درمیان ہوتا۔ (پھر جب اُس کے ماں باپ کا یہ درجہ ہے) تو خیال کرو خود اس شخص کا جس نے قرآن پر عمل کیا، کیا درجہ ہوگا!"

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ بِهَا. (سنن الترمذي:2914)

"(قیامت کے دن) صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا: (قرآن) پڑھتا جا اور (بلندی کی طرف) چڑھتا جا۔ اور ویسے ہی ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تُو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا۔ پس تیری منزل وہ ہوگی جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہوگی۔"

ان روایات کے پیش نظر دینی مزاج کے حامل اکثر افراد کا ذہن بنتا ہے کہ ہمارا کوئی ایک بچہ کم از کم حفظِ قرآن کی تکمیل کرے تاکہ ہم ان فضائل کا مصداق بن سکیں لیکن اس مزاج کے لوگ اس نکتے پر توجہ نہیں دیتے کہ یہ بشارت اُن حفاظ کرام کے لیے ہے جنھوں نے قرآن پر عمل بھی کیا ہو اور زندگی بھر اسے محفوظ بھی رکھا ہو۔ اس اہم بات کو نظر انداز کرنے کی اصل وجہ دین کی روح کو نہ سمجھنا اور علماء کرام کی صحبت سے دوری ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ معاشرے کے وہ افراد جو بظاہر کسی درجے میں دین دار سمجھے جاتے ہیں، ان کے گھرانوں میں بھی (حفظ کے دوران) بچوں، بچیوں کو وہ دینی ماحول میسّر نہیں ہوتا جو اس کام کے لیے مطلوب ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ سارا دن قرآن پڑھنے پڑھانے والے بچّے جب گھروں میں داخل ہوتے ہیں تو ڈرامے، فلمیں اور گانے باجے والا ماحول پاتے ہیں۔ اس طرح کا ماحول اُن کی دن بھر کی محنت اور روحانیت کے اثرات کو یک دم ختم کر کے رکھ دیتا ہے۔ والدین شاید یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اب وہ جنتی ہو چکے ہیں کیوں کہ ان کے بچے نے حفظ کرنا شروع کر دیا ہے، لہٰذا جو چاہیں کریں۔ یاد رکھیں! یہ ایک بڑا دھوکا ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں مزین کر دیا ہے۔

حافظِ قرآن کی شفاعت

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَاسْتَظْهَرَهُ، فَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَهُ اللهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ. (سنن الترمذي: 2905)

"جس نے قرآن پڑھا اور اسے پوری طرح حفظ کر لیا، پھر جس چیز کو قرآن نے حلال ٹھہرایا اُسے حلال جانا اور جس چیز کو قرآن نے حرام ٹھہرایا اسے حرام سمجھا تو اللہ اسے اس قرآن کے ذریعہ جنت میں داخل فرمائے گا، اور اُس کے خاندان کے دس ایسے لوگوں کے بارے میں اُس کی سفارش قبول کرے گا جن پر جہنّم واجب ہو چکی ہوگی۔"

غور طلب بات یہ ہے کہ جب خود حافظِ قرآن کے لیے نجات کا باعث یہی ہے کہ قرآن کریم کے عین مطابق عمل کرتا ہو تو یہ کیسے ممکن ہے کہ جو اُس کی پیدائش کا ذریعہ بنے ہیں یا اسے مدرسے تک پہنچانے والے ہیں، اُن کے لیے حلال و حرام کا فرق ختم ہو جائے۔ کیا یہ ممکن ہے؟ کیا شریعت اُن کے لیے اب مَن چاہی ہو جائے گی؟ کہ جو جی میں آئے کرتے چلے جاؤ؟! یہ صرف خود فریبی ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارک میں جہنم واجب ہونے کے باوجود نجات ملنے سے مراد یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان فاسق یا گناہ گار ہونے کے سبب جہنم میں ڈالے جانے والا ہو تو صاحب قرآن کو اعزاز و اکرام کے طور پر یہ اختیار دیا جائے گا کہ وہ اس بندے کی سفارش کر دے۔

بنا بریں حفاظ کرام کے والدین کو چاہیے کہ اپنی اور بچوں کی آخرت کی فکر کے ساتھ ساتھ اپنے گھر کا ماحول دینی مزاج کے مطابق بنائیں۔ خاص طور پر میڈیا اور موبائل کے بے روک ٹوک استعمال سے خود بھی باز رہیں اور بچوں کو بھی استعمال نہ کرنے دیں۔ یاد رکھیں! بچے جو کچھ بڑوں کو کرتا ہوا دیکھتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ اور یہ ہرگز ممکن نہیں ہو سکتا کہ آپ خود تو نیک نہ بنیں اور بچوں سے اُمید رکھیں کہ وہ نیک بن جائیں۔

حفظ قرآن کی پختگی کو برقرار رکھنا

اس بات کو بھی اچھی طرح ذہن نشین رکھنے کی ضرورت ہے کہ حفظِ قرآن کے بعد اس کی بلاناغہ تلاوت اور اس کو یاد رکھنے کی فکر سے کبھی بھی بے توجہی نہ برتی جائے۔ اس لیے کہ قرآن مجید خدائے بے نیاز کا کلام ہے۔ اس کے یاد رکھنے میں بے نیازی برتی گئی تو اس کی غیرت یہ برداشت نہیں کرتی کہ ایسے سینہ میں وہ محفوظ رہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الإِبِلِ المُعَقَّلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ.(متفق عليه)

"حافظِ قرآن کی مثال رسّی سے بندھے ہوئے اونٹ جیسی ہے، اگر اُس نے اس کی نگہداشت کی تو وہ اسے قابو میں رکھے گا، اور اگر اسے چھوڑ دے گا تو وہ چلا جائے گا۔"

علماء کرام نے لکھا ہے کہ اونٹ جانوروں میں سب سے زیادہ حسّاس جانور ہے۔ اگر وہ محسوس کر لیتا ہے کہ اُس کا مالک اُس کے ساتھ بے رخی اور بے اعتنائی برت رہا ہے، اس کے چارے کے انتظام میں غفلت سے کام لے رہا ہے تو اس اونٹ کی غیرت اس کو برداشت نہیں کرتی اور وہ موقع پاتے ہی مالک کے گھر سے نکل جاتا ہے اور دوبارہ اس جانب رخ نہیں کرتا۔ اسی طرح قرآن مجید بھی بہت حسّاس اور غیرت والا کلام ہے۔ اگر حافظِ قرآن اس کو یاد کرنے میں تساہلی اور سستی سے کام لیتا ہے تو قرآن بھی حافظِ قرآن کے دل سے نکل جاتا ہے اور اونٹ کی طرح دوبارہ لوٹ کر نہیں آتا۔

حضرت زرارہ بن اوفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے محبوب عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: الحالّ المرتحل.(سنن الترمذی: ۲۹۴۸) یعنی "وہ قرآن کریم ختم کرنے والا شخص جو فوراً شروع بھی کر دینے والا ہو (اُس کا یہ عمل اللہ کے نزدیک محبوب ترین ہے۔" چنانچہ حافظِ قرآن تو ایسا مسافر ہے جس کا سفر کبھی ختم نہیں ہوتا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی روشنی میں اپنے دورِ خلافت میں اس چیز کو حافظ کے لیے لازم کیا کہ رمضان میں ختمِ قرآن کے دن انیسویں رکعت میں قرآن مکمل کر لے اور بیسویں رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات أُولٰئِک هم المفلحون تک پڑھ کر بیسویں رکعت مکمل کرے، تاکہ اس حدیث کے مقتضیٰ پر عمل ہو سکے۔

والدین کی ذمہ داری

ہمارے ہاں عام طور پر تکمیلِ قرآن کے فوراً بعد حفاظ بچوں کے ساتھ والدین اور گھر والوں کا رویّہ درست نہیں ہوتا اور وہ چاہتے ہیں کہ اب یہ بچّہ اپنا پورا وقت عصری تعلیم کے حصول میں لگائے۔ یہ رویّہ بچّے کو قرآن سے دور کرنے کا باعث بنتا ہے۔ بچّے کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ وہ دو تین سال حفظِ قرآن میں لگا کر دُنیوی تعلیم میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ گیا ہے۔ اس رویہ سے یوں محسوس ہوتا ہے گویا حفظِ قرآن کوئی ہلکی بات ہے، جب کہ قرآن مجید کو حفظ کرنا اور اس کے علم سے آراستہ ہونا دنیا کی بہترین پونجی اور انسان کا نہایت قیمتی متاع ہے۔ جس وقت لوگ درہم و دینار کو پا کر خوش ہو رہے ہوتے ہیں اور اسے سنبھال کر رکھتے ہیں اس وقت قرآن مجید کا حافظ و قاری اس سے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والے سرمایۂ حیات سے اپنے دامنِ مراد کو بھرتے اور رب کو راضی کر رہے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ صُفّہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

"تم میں سے کس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ ہر دن صبح کو وادیٔ بطحان یا وادیٔ عقیق کی طرف جائے اور وہاں سے دو بلند کوہان والی اونٹنیوں کے ساتھ واپس آئے جنھیں اُس نے کسی گناہ اور قطع رحمی کے بغیر حاصل کیا ہو؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم سب اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کوئی شخص صبح مسجد میں جائے اور وہاں قرآن کی دو آیتیں سیکھے یا دو آیات کی تلاوت کرے، یہ اُس کے لیے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے۔ قرآن کی تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور اتنے ہی اونٹوں سے بہتر ہیں۔" (صحیح مسلم)

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اونٹ اُس زمانے میں عربوں کے لیے سب سے قیمتی مال تھا۔

دنیاوی تعلیم بچوں کو ضرور دیں، اس کی اہمیت سے انکار نہیں، لیکن اُن کی تربیت اس انداز میں ہونی چاہیے کہ قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کا معمول ہمیشہ رہے اور دنیا کے تمام علوم پر "کلام اللہ" کو ترجیح دی جائے۔ ہمارے ایک حافظِ قرآن دوست نے بتایا (جو بال بچوں والے ہو چکے ہیں) کہ اُن کی والدہ محترمہ اب بھی انہیں اُس وقت تک سونے نہیں دیتیں جب تک ایک سپارہ سن نہ لیں۔ والدین اس طرح تربیت کریں گے تو ضرور بالضرور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاں اجرِ عظیم کے مستحق ہوں گے۔ خدانخواستہ اگر معاملہ اس کے برعکس رہا، یا والدین ہی اس کے بھلا دیے جانے کا سبب بن گئے تو

کل یہی حافظِ قرآن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا اور ان والدین کی شکایت کرے گا کہ اے رب! مجھے تو پڑھنے کا شوق تھا مگر والدین نے نہیں پڑھنے دیا، اور میری تربیت ہی اس طرح نہیں کی کہ اس کی فکر کرتا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس وقت سے ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

حافظِ قرآن کی تکریم

حافظِ قرآن کی اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ جناب نبی اکرم ﷺ خود سب سے پہلے حافظِ قرآن تھے۔ آپ ﷺ حافظِ قرآن صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے اور بہت سے امور میں ان کو فوقیت اور ترجیح دیتے تھے۔ جن اصحاب کو قرآن زیادہ یاد ہوتا، سفر میں اور گاؤں یا قبیلہ کی مسجد میں ان کو امامت کے لیے متعین کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنی مبارک مجلس میں ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ہوتے ہیں۔۔۔" آپ ﷺ کے اس ارشاد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متوجہ ہوئے اور اشتیاق و تجسس کے ساتھ سوال کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "حافظِ قرآن! ان کا بڑا مقام ہے اور یہ لوگ اہل اللہ اور خاصانِ خدا ہیں۔" (سنن ابن ماجہ)

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں بوڑھے مسلمان کا اکرام کرنا، اُس حافظِ قرآن کا اکرام کرنا جو افراط و تفریط سے خالی ہو اور عادل بادشاہ کا اکرام کرنا ہے۔" (سنن ابو داؤد)

جس نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو اپنے سینہ میں محفوظ کر لیا اُس کا یہ حق ہے کہ اُس کی تکریم اور عزّت افزائی کی جائے۔ نماز جو اسلام کا اہم ترین رکن ہے، اس کی امامت کا سب سے زیادہ مستحق حافظِ قرآن ہے۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قوم کی امامت وہ شخص کرے جو اللہ کی کتاب کا سب سے زیادہ پڑھنے والا (یعنی علومِ قرآن کا ماہر) ہو۔" (صحيح مسلم)

حافظِ قرآن کی عزّت و توقیر کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح حفظ کرنے والے بچوں کے والدین کو چاہیے کہ اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں اور اُن کے حفظِ قرآن کو برقرار رکھنے کے لیے اُن کی صحیح رہنمائی کریں۔ اور خود ہی اُن سے قرآن کی سماعت کا اہتمام کریں اگر ایسے ماحول کے ساتھ وہ دنیاوی علوم میں بھی مہارت حاصل کرنے کے لیے خوب سے خوب ترقی کی کوشش کریں تو کوئی حرج نہیں۔ یہ بات بھی واضح ہو چکی ہے کہ فی زمانہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ حافظِ قرآن اور عالم دین، دعوت و تبلیغ کی جدّوجہد میں معاشرے کی اصلاح کے لیے زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب ہمارے اکثر مدارس میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم اور جدید طرز پر حصولِ علم کے کئی شعبہ جات قائم کیے جا رہے ہیں۔

صرف دو آدمی قابلِ رشک ہیں!

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ: رجلٌ آتاه اللهُ مالًا فهو يُنفِقُ منه آناءَ اللَّيلِ وآناءَ النهارِ، ورجلٌ آتاه اللهُ القرآنَ فهو يقومُ به آناءَ اللَّيلِ وآناءَ النهارِ [متفق عليه]

"حسد (بمعنی رشک) صرف دو صورتوں میں جائز ہے۔ ایک تو یہ کہ کسی آدمی کو اللہ تعالیٰ مال عطا کرے اور وہ دن رات اسے (وجوہِ خیر میں) خرچ کرتا رہے۔ اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ قرآن سے نوازے اور وہ دن رات اس (کی تلاوت اور تعلیم و تدریس) میں لگا رہے۔"

حسد ایک قبیح عمل ہے، لیکن حقیقی رشک اور محمود و مستحسن حسد اُس شخص سے کیا جا سکتا ہے جس نے قرآن مجید کو یاد کر لیا اور اس کے حق کی ادائیگی کی، جیسا کہ اس روایت میں فرمایا گیا۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر توجّہ دلانا مطلوب ہے کہ اپنے نونہالوں کے حفظِ قرآن ہی کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ اُن کی تربیت اور اخلاق کی درستگی کے لیے ہمہ وقت فکر مند رہا جائے، تاکہ وہ بشارتیں جو جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں، ہمیں ان کا مصداق بننے کی سعادت حاصل ہو اور روزِ محشر ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی ہمارا مقدّر ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کا صحیح فہم اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین!

لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

حافظ محمد نعمان

ناظمِ تعلیم، قرآن اکیڈمی کورنگی

تا خلافت کی بِنا دنیا میں ہو پھر استوار

لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

معزز قارئین! علامہ اقبال کا یہ شعر عکاسی کرتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلافتِ راشدہ کے شب و روز کی۔ ان کی کیفیت تو سیرت کی کتابوں میں یہ بیان ہوئی کہ: هم رهبان بالليل و فرسان بالنهار. "وہ رات کے راہب اور دن کے شہ سوار تھے۔" گویا کہ دو (بظاہر) متضاد جہاں ان میں جمع ہو گئے ہوں۔ قلب کی کیفیت دکھائی دیتی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر گریہ و زاری، ذکر و مناجات، توبہ و استغفار اور تلاوتِ قرآن میں شب بسر ہو رہی ہے۔ جب کہ دن کے اوقات میں شہ سواری، جہاد و قتال فی سبیل اللہ کی منازل اور میدانِ جنگ نظر آتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے اور اللہ کے بندوں کے ساتھ انتہائی نرم اور اللہ کے دشمنوں اور کفار پر انتہائی سخت نظر آتے ہیں بفحوائے الفاظِ قرآنی: اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ. (سورة الفتح: 29) "وہ کافروں پر سخت ہیں، آپس میں مہربان ہیں۔"

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم

رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اب آئیے علامہ اقبال کے مقدم الذکر شعر کے دو الفاظ "قلب" اور "جگر" کو سمجھتے ہیں۔

قلب کی کیفیت نرمی کی ہے۔ دل اگر نرم ہے تو دل ہے، ورنہ اس میں سختی آجائے تو وہ دل پتھر بن جاتا ہے، بفحوائے الفاظِ قرآنی:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ (البقرة: 74)

"پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اس سب کے بعد پس اب تو وہ پتھروں کی مانند ہیں، بلکہ سختی میں ان سے بھی زیادہ شدید ہیں۔ اور پتھروں میں سے تو یقیناً ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں۔ اور ان (پتھروں اور چٹانوں) میں سے بیشک ایسے بھی ہوتے ہیں جو شق ہو جاتے ہیں اور ان میں سے پانی برآمد ہو جاتا ہے۔ اور ان میں سے یقیناً وہ بھی ہوتے ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اس سے کہ جو تم کر رہے ہو۔"

قلب میں یہ سختی کیسے پیدا ہو جاتی ہے؟ اصل سبب غفلت، دنیا کی محبت اور گناہوں کی کثرت ہے جس سے دلوں پر زنگ آجاتا ہے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں مذکور ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"جب مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ (داغ) لگ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کرے، باز آجائے اور مغفرت طلب کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے، اور اگر وہ (گناہ میں) بڑھتا چلا جائے تو پھر وہ دھبہ بھی بڑھتا جاتا ہے، یہ وہی زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے، كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (سورة المطففين: 14) ہرگز نہیں بلکہ ان کے برے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ پکڑ لیا ہے جو

وہ کرتے ہیں۔"(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ. قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَمَا جَلَاؤُهَا قَالَ: كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ، وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ. (رواه البيهقي في شعب الإيمان) "یہ دل زنگ آلودہ ہوجاتے ہیں، جس طرح لوہا پانی لگنے سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول ﷺ! اس کی چمک کس طرح آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔"

جب دل پاک صاف ہوگا تو وہ کیفیت ہوگی جسے قرآن نے قلبِ منیب اور قلبِ سلیم کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دل کی یہ کیفیات (سلیم اور منیب) عطا فرمائے۔ اسی سے دل میں نرمی آئے گی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: مَن يُحْرَمُ الرِّفْقَ، يُحْرَمُ الخيرَ كُلَّهُ.(صحيح مسلم) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔" اللہ تعالیٰ ہمیں دل کی نرمی عطا فرمائے۔ آمین!

دوسرا لفظ ہے جگر۔ اس میں حوصلہ، تاب، طاقت کا مفہوم بھی ہے اور ہم محاورتاً بھی استعمال کرتے ہیں کہ "کہ بڑا جگرا رکھتا ہے" مراد ہے کہ ہر خطرہ مول لیتا ہے۔ ہم اپنے اسلاف کی کیفیت پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ عاجزی و انکساری، شفقت و مودت اور دیگر تمام اخلاقِ حسنہ۔ وہ اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں رکھتے تھے اور ہر خطرہ مول لیتے تھے دین پر آنچ نہیں آنے دیتے تھے اور سینہ سپر ہو کر اللہ کے راستے میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار تھے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی انہیں اللہ کے رسول ﷺ کے مشن کو آگے بڑھانے سے روک نہیں سکتی تھی۔ اور چشمِ فلک نے وہ نظارہ بھی دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ان پروانوں نے اللہ کی خاص تائید و نصرت سے وقت کی سپر پاور ریاستوں کو بھی تہہ تیغ کر کے رکھ دیا۔ یہ تھا جگرا ہمارے اسلاف کا۔ اور آج ہماری کیا کیفیت ہے ہم میں سے ہر ایک خود پر غور کرے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ، مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ. (صحيح مسلم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مر گیا اور اس نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی کبھی اس کی نیت کی تو وہ نفاق کی قسموں میں سے ایک قسم پر مرا۔"

اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں سے حبِّ دنیا نکال کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت بسا دی اور فکرِ آخرت کے ذریعے ان کی اعمال کو یکسو کر دیا، ان کی راتوں کو قرآن اور اللہ کی یاد سے منور کر دیا اور ان کے دنوں کو جذبہ جہاد اور جذبہ شہادت سے سجا دیا۔

علامہ اقبال نے بھی کیا خوب مدح سرائی کی ہے اسلاف کی کہ:

صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا کس نے؟ نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا کس نے؟
میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے؟ میرے قرآن کو سینوں سے لگایا کس نے؟
تھے تو آبا وہ تمھارے ہی، مگر تم کیا ہو ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو!

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اسلاف کی سیرت کو نہ صرف پڑھیں بلکہ اپنانے کی کوشش کریں اور ان کے نقشہ قدم کی پیروی کریں۔

ماہانہ رپورٹ برائے آئینۂ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

الحمدللہ مورخہ 14 فروری بروز جمعۃ المبارک رجوع الی القرآن کورس سال اول کا اکتیسویں بیچ کل 36 آن کیمپس اور 26 آن لائن طلبہ وطالبات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ مورخہ 10 فروری 2025ء کو طلبہ کی جانب سے اساتذہ، طلبہ واکیڈمی اسٹاف کے لیے عشائیے کا اہتمام کیا گیا جس سے قبل شرکا کے تاثرات بھی لیے گئے اور امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ صاحب نے طلبہ کو نصیحت بھی فرمائی۔ خصوصی محاضرات و لیکچرز کے تحت "تزکیۂ نفس" اور "طریقہ غسلِ میت اور تکفین و تدفین" زیر تدریس استاذ ڈاکٹر محمد الیاس صاحب، "درس قرآن کی تیاری کیسے کریں" از استاذ انجینئر نعمان اختر صاحب منعقد ہوئے۔

چھٹی عالمی محفلِ حسنِ قراءت، قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں مورخہ 08 فروری بروز ہفتہ کو بعد نماز مغرب تا رات 11:30 بجے منعقد ہوئی۔ اس نشست میں مصر کے دو جبکہ پاکستان کے چار مایہ ناز قراء حضرات نے تلاوت قرآن کی سعادت حاصل کی۔ اِس کے علاوہ مدرسۃ القرآن للحفظِ والقراءۃ کے طلبہ نے بھی اِس محفل میں تلاوت، حمد اور نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بڑی تعداد میں آئمہ مساجد، علماء، و عوام الناس نے شرکت کی۔ مدیر ادارہ جناب ڈاکٹر الیاس صاحب نے شرکا کے سامنے استقبال رمضان کے موضوع پر مختصر اور جامع انداز میں گفتگو فرمائی اور دعا پر اس محفل کا اختتام کیا۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تمام شعبہ جات میں تدریس جاری ہے۔ مورخہ 22 فروری 2025ء بروز ہفتہ اکیس (21) حفاظِ کرام کی دستار بندی کے ساتھ ساتھ مدرسے کے سالانہ امتحان کے نتائج کا اعلان بھی کیا گیا۔ تقریب کا آغاز بعد نماز مغرب جبکہ اختتام رات 11:30 بجے ہوا۔ تقریب میں تمام پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو تحائف اور اسناد دیے گئے۔ جن طلبہ نے پچھلے سال وفاق کا امتحان دیا اُنہیں وفاق کی سند دی گئی۔

مدرسہ کے شعبہ بنات کے تحت امتحان کے بعد امتحان کے نتائج اور تکمیل قرآن کرنے والی بچیوں کی دستار بندی ہوئی جن میں تین طالبات نے ناظرہ اور پانچ طالبات نے حفظ کی تکمیل کی۔ تقریب میں تمام کامیاب طالبات کو تحائف اور اسناد دیے گئے۔ جو طالبات وفاق کا امتحان دے چکی تھیں انہیں وفاق کی سند دی گئی۔ تقریب بروز ہفتہ 15 فروری 2025ء بوقت صبح 10:30 بجے تا 01:00 بجے تک رہی۔

رواں ماہ پہلا جمعہ ڈاکٹر الیاس صاحب، دوسرا جمعہ شجاع الدین شیخ صاحب، تیسرا جمعہ ڈاکٹر الیاس صاحب اور چوتھا جمعہ شجاع الدین شیخ صاحب نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ دوران ماہ مسجد میں 04 نکاح کی تقریبات منعقد ہوئیں۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس سال اول کل 67 طلبہ وطالبات، اور سال دوم 35 طلبہ وطالبات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت خصوصی محاضرات و لیکچرز کے ضمن میں اسلامک سافٹ ویئرز مع ویب سائٹس کا تعارف (استاذ غضنفر عمر صدیقی صاحب) منعقد ہوا۔

حلقات و دورات دینیہ (Short Courses) کے ضمن میں حلقات و دورات دینیہ اور دراسات دینیہ کامیابی کے ساتھ مکمل ہوا، دراسات دینیہ کے امتحانات وفاق المدارس کے تحت منعقد ہوئے۔ علاوہ ازیں مزید کورسز مطالعہ حدیث (اتوار)، تربیت برائے خادمین، مختصر درسِ حدیث (اہلِ محلہ / نمازی حضرات بعد نماز عصر از طلبہ پارٹ 2)، نماز سے متصل ترجمہ قرآن (بعد نماز ظہر، اہلِ محلہ / نمازی حضرات از طلبہ پارٹ 1 سیکشن A-B اور پارٹ 2) خلاصہ مضامین قرآن (بعد فجر) دورہ ترجمہ قرآن (ہر جمعہ بعد نماز عشاء) اور خطاب سیرت النبی ﷺ (ہر منگل بعد نماز عشاء) جاری ہیں جن میں حاضرین کی تعداد 250 تک ہوتی ہے۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں درجہ حفظ کے تحت 101 طلبہ اور درجہ قاعدہ کے تحت 12 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ ماہ رواں میں 9 حفاظ کرام نے وفاق المدارس کا امتحان دیا، اور حفاظ کرام کی سالانہ تقریب اسناد منعقد ہوئی، جس میں 26 حفاظ کرام کی دستار بندی کی گئی۔ شعبہ مدرسۃ البنین والبنات (سہ پہر 2:30 تا 4:30) کے تحت درجہ قاعدہ میں 163 اور درجہ ناظرہ کے تحت 113 طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ مغرب تا عشاء حلقہ برائے ناظرہ قرآن حکیم جاری ہے۔ دعوت و تبلیغ کے تحت ادارہ کی مسجد جامع القرآن میں رمضان اور قرآن (محترم عاطف محمود صاحب)، صلہ رحمی (محترم محمد ارشد صاحب) اور حکمت واحکامات جمعہ حصہ دوم (محترم عاطف محمود صاحب) کے عنوان سے خطبات منعقد ہوئے۔ شعبہ تصنیف و تالیف کے تحت ناظم اعلیٰ جناب عطاء الرحمن صاحب کا مقالہ پانچ نمایاں تحریکات کی پروف ریڈنگ وانسرشن، ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور تنظیمی اسلامی ایک تعارف کی تصحیح اور رسالہ آئینۂ انجمن (ماہ فروری 2025ء) کو مکمل کیا۔ علاوہ ازیں منتخب نصاب حصہ سوم کی ایڈیٹنگ، پیغام قرآن سورۃ الحدید کی کمپوزنگ، اور میرا گھر میری ذمہ داری لیکچر دوم پر کام جاری ہے۔

الحمدللہ انجمن خدام القران سندھ کراچی کے تحت قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں شعبۂ سوشل میڈیا کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس سلسلے میں کمرہ مختص کرنے کے بعد مزید Podcast کے لیے درکار کچھ اشیاء سے کمرہ کو آراستہ کیا گیا۔ شعبے کے تحت رواں ماہ درج ذیل امور انجام دیے گئے۔

دورۂ ترجمہ قرآن کی تشہیر کے لیے Animation اور جناب ڈاکٹر انوار صاحب کا (Podcast) اور 4 عدد تشہیری ویڈیوز تیار اور ریکارڈ کیے گئے۔

موضوع (قرآن کی تعلیم) تشہیر کے لیے Animation تیار کی گئی۔ بانی محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیان تعارف انجمن خدام القرآن و قرآن اکیڈمی پر مبنی Animation Video تیار کی گئی۔ جناب ڈاکٹر انوار صاحب کے 6 عدد وڈیوز ریکارڈ کیے گئے۔

تقریب تقسیم اسناد و دستار فضیلت (شعبہ حفظ، قرآن اکیڈمی یٰسین آباد) مکمل پروگرام کی ریکارڈنگ کی گئی۔ اسی طرح اس پروگرام کی جھلکیاں نشر کی گئیں۔

رجوع الی القرآن کورس کے متعلق طلبہ کے تاثرات ریکارڈ کیے گئے۔ کل 13 طلبہ نے تاثرات ریکارڈ کروائے جن میں سے 3 طلبہ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، 3 طلبہ قرآن اکیڈمی کورنگی، 4 طلبہ قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر اور 3 طلبہ کا تعلق قرآن اکیڈمی ڈیفنس سے ہے۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد کے طلبہ وطالبات کا انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کی دیگر اکیڈمیز، انسٹیٹیوٹ اور مرکزی دفتر کے دورے کی ریکارڈنگ کی گئی۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

14 فروری 2025ء بروز جمعہ کو رجوع الی القرآن کورس سال اول 25-2024 تکمیل پایا۔ اس کورس میں 09 حضرات 30 خواتین تسلسل کے ساتھ شریک رہے۔ دورانِ ماہ "اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام" کے موضوع پر فکر اسلامی زیر تدریس استاذ محمد ہاشم صاحب منعقد ہوا۔ اور طلبا و طالبات کو "قرآن اکیڈمی یاسین آباد اور قرآن انسٹیٹیوٹ جوہر" کا تعلیمی دورہ کروایا گیا۔ "درس کی تیاری کیسے کریں؟" کے موضوع پر خصوصی محاضرہ زیر تدریس جناب انجینئر نعمان اختر صاحب منعقد ہوا۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءت کے تحت شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں 40 جب کہ درجہ قاعدہ وناظرہ میں 98 طلباء اور شعبہ بنات میں 127 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ یکم فروی 2025ء بروز ہفتہ مدرسہ للبنین میں سالانہ امتحان کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں شعبہ حفظ کے 40 اور شعبہ قاعدہ وناظرہ کے 98 طلبا اور 127 طالبات نے شرکت کی۔ شعبہ حفظ کے 2 طلباء نے دورانِ ماہ تکمیلِ حفظ القرآن کی سعادت حاصل کی۔ شعبہ حفظ کے 2 طلباء نے وفاق المدارس العربیہ کے تحت ہونے والے امتحان میں حصہ لیا۔ پچھلے سال وفاق المدارس العربیہ کے تحت امتحان دینے والے 7 طلباء کو دستار فضیلت اور اسناد وانعامات دیے گئے۔

شعبہ بنات میں درجہ قاعدہ کی طالبات کے لیے "عظمتِ قرآن اور نماز کی اہمیت" اور درجہ ناظرہ قرآن کی طالبات کے لیے مختلف سورتوں کا ترجمہ وتشریح اور سیرت النبی ﷺ کے موضوعات پر تربیتی لیکچرز منعقد ہوئے۔

تنظیم اسلامی کورنگی شرقی کے تحت چار ہفتوں پر مشتمل ہفتہ وار "سیرتِ خلفائے راشدین" لیکچر سیریز اور قرآن اکیڈمی کورنگی کے تحت جاری "ہفتہ وار قرآن فہمی کورس" کی تکمیل ہوئی۔ قرآن اکیڈمی کورنگی شعبہ خواتین کے تحت جاری امورخانہ داری وتربیتی کورس میں 13 خواتین شرکت کررہی ہیں۔

دعوت وتبلیغ کے تحت شعبہ خواتین میں "استقبالِ رمضان" کے موضوع پر ماہانہ درس منعقد ہوا۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

5 فروری کو "یومِ اظہارِ یکجہتی کشمیر" کی تقریب منعقد کی گئی۔ اور استقبالِ رمضان کے موضوع پر پروگرام منعقد کیا گیا۔ اسمبلی اور نماز کے بعد استقبالِ رمضان کے بارے میں احادیث پڑھی اور بیان کی گئیں۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس میں تدریس کی تکمیل ہوگئی۔ اس کورس میں 41 طلبہ جس میں 10 سامعین اور 48 طالبات زیر تعلیم تھے۔ اب result compilation کا کام جاری ہے۔ رواں ماہ خصوصی محاضرات کے ذیل میں اسلامک سافٹ وییرز مع ویب سائٹس کا تعارف (جناب حافظ غضنفر عمر)، اجتماعیت اور بیعت کی اہمیت (جناب سید سلیم الدین صاحب)، سوالات وجوابات نشست (نگران انجمن جناب شجاع الدین شیخ صاحب)، طب نبوی ﷺ (جناب انجینئر عثمان علی صاحب) اور ہم رمضان کیسے گزاریں (جناب انجینئر عثمان علی صاحب) پر دروس ہوئے۔ الحمدللہ ہفتہ وار قرآن فہمی کورس (برائے حضرات وخواتین) کی تکمیل ہوئی۔ کُل 7 حضرات اور 7 خواتین کو اسناد جاری کی گئیں۔

آسان عربی گرامر کورس بذریعہ واٹس اپ Batch 03 مکمل ہوا، جس میں 42 طلبہ وطالبات کو اسناد جاری کی گئیں۔ مختصر عربی گرامر برائے قرآن فہمی بذریعہ واٹس ایپ کا آغاز ہوا، اب تک 1500 طلبہ نے رجسٹریشن کرائی ہے۔

بعد نماز فجر درس قرآن وحدیث کی ذمہ داری جناب ندیم گیلانی اور قاری غلام اکبر صاحبان ادا کررہے ہیں، جس میں قرآن حکیم کی تکمیل ہوئی۔ بعد نماز عصر درس حدیث کا سلسلہ (جناب قاری غلام اکبر)، بعد نماز فجر تجوید (قاری زاہد احمد)، خطاب جمعہ (جناب ڈاکٹر انوار علی صاحب) جاری ہے۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ وناظرہ میں 51 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ رواں ماہ سالانہ امتحان کے نتائج کے لیے منعقدہ تقریب میں خصوصی خطاب جناب انجینئر عثمان علی صاحب نے فرمایا۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

رواں ماہ رجوع الی القرآن کورس 25 – 2024 میں 35 طلبہ وطالبات نے کورس کی تکمیل کی، رجوع الی القرآن کورس کے تحت دو اسپیشل لیکچرز

"الحاد اور موجودہ تعلیمی نظام" (ڈاکٹر انوار علی صاحب) اور "غسل و تکفین و تدفین میت" (عاطف محمود صاحب) کا انعقاد کیا گیا۔

مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت صبح 9 تا 12 بجے اور دوپہر ظہر تا عصر بچوں کے لیے اور بعد نمازِ مغرب بالغان کے لیے بھی قاعدہ و ناظرہ قرآن کی تعلیم، بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب درسِ قرآن کا سلسلہ بحسن و خوبی جاری ہے۔ بروز ہفتہ دوپہر کے اوقات میں "رمضان کی تیاری رمضان سے پہلے" کے عنوان سے ایک لیکچرز سیریز کا آغاز کیا گیا جس کے تحت چار لیکچرز "عظمت قرآن اور رمضان"، "رمضان کیسے گزاریں"، "صحابہ کرام اور رمضان" اور "استقبالِ رمضان" کا انعقاد کیا گیا۔ بروز اتوار صبح کے اوقات میں جاری بچوں اور بچیوں کے لیے مطالعہ قرآنِ حکیم کورس اور دوپہر کے اوقات میں جاری حضرات کے لیے قرآنی عربی گرامر کا شارٹ کورس الحمدللہ مکمل ہو گیا ہے۔ اسی طرح بذریعہ واٹس ایپ تجویدُ القرآن کورس مکمل ہو چکا ہے۔ جس میں 35 اسناد جاری کی گئیں۔ جب کہ ایک کورس ماہِ رمضان المبارک میں بذریعہ واٹس ایپ "آج کی آیت" کے عنوان سے شروع کیا جائے گا جس میں امیر محترم شجاع الدین شیخ صاحب کی ویڈیوز بھیجی جائیں گی۔ علاوہ ازیں ادارہ ہذا کے شعبہ سندھی کے تحت ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کتابچہ "انفرادی نجات اور اجتماعی فلاح کے لیے قرآنِ حکیم کا لائحہ عمل" کی کمپوزنگ کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ جب کہ "خلافت کی حقیقت" کی کمپوزنگ کا کام ابھی جاری ہے، اور اس کے ساتھ ہی شمائل النبی ﷺ کی کمپوزنگ کا کام بھی جاری ہے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ بحریہ ٹاؤن

حفظ و ناظرہ کے شعبے میں صبح 8:30 تا 4:00 اور دوپہر 3:00 تا 5:00 بجے حفظ اور قاعدہ و ناظرہ کی تعلیم جاری ہے۔ "بچوں کا رمضان" کے عنوان سے ایک لیکچر کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مرد و خواتین کے ساتھ بچوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

اس ماہ انسٹیٹیوٹ میں ایک نکاح کی تقریب بھی منعقد ہوئی۔

رواں ماہ حضرات کے لیے Quran Made Easy کے عنوان سے شارٹ کورس مکمل ہوا۔

بحریہ ٹاؤن ایسٹ نے بحریہ ٹاؤن ویسٹ کی نصرت سے توسیعی دعوتی اجتماع اور ایک مشترکہ ماہانہ تربیتی اجتماع کیا، جس میں رمضان المبارک میں ہونے والے دورہ کے لیے مختلف ٹیمیں تشکیل دی گئیں۔

قرآن مرکز لانڈھی

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ للبنین والبنات کے درجہ حفظ میں 55 جب کہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 43 طلبہ اور شعبہ بنات میں 49 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ مدرسہ البنین میں بزم طلبا کا انعقاد کیا گیا جس میں طلبہ نے قراءۃ، حمد و نعت میں حصہ لیا۔ اس سال مدرسہ کے 12 حفاظ وفاق کے امتحان میں شرکت کر رہے ہیں۔

دعوت و تبلیغ کے تحت ہفتہ وار مجلس تذکیر بالقرآن کے تحت پانچویں منزل میں "سورہ فاطر" کا مطالعہ زیر تدریس ناظم مرکز و مقامی امیر محمد ہاشم صاحب جاری ہے۔ رواں ماہ "قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر ناظم مرکز و مقامی امیر محمد ہاشم صاحب نے خطاب فرمایا۔

انجمن خدّام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خدّام القرآن
سِندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔
- علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنا لیں، اور
- ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن B – 375، علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021